اولین فتویٰ تکفیر

اور

حضرت گنگوہی پر اعتراضات کا تحقیقی جائزہ

مؤلِّف

محمد اسامہ حفیظ

- پسندیدہ فرمودہ
- حضرت مفتی احمد حسن صاحب مدظلہ
- مفتی عبد اللہ الرحمن صاحب مدظلہ
- حضرت اقدس عبد اللہ خان صاحب مدظلہ
- حضرت مولانا عبد الحکیم نعمانی صاحب مدظلہ

اولین تکفیر مرزا

اور

حضرت گنگوہی پر اعتراضات کا تحقیقی جائزہ

مؤلف

محمد اسامہ حفیظ

انتساب

قطب عالم، رئیس المحدثین، قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے نام، اللہ حضرت کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

محمد اسامہ حفیظ

فہرست مضامین

علماء لدھیانہ کا مختصر تعارف.......... 13

مولانا عبدالقادر لدھیانوی.......... 13

آپ کے استاد 13

مولانا عبدالقادر لدھیانوی اور شاہ اسماعیل شہید 13

مولانا قصوری کی گواہی 14

انگریز کے خلاف جہاد.......... 15

مولانا محمد لدھیانوی.......... 15

مولانا محمد لدھیانوی اور حضرت گنگوہی.......... 16

مولانا محمد لدھیانوی اور مولانا یعقوب نانوتوی.......... 16

مولانا محمد لدھیانوی اور مولانا عبدالرحیم رائے پوری.......... 16

ایک شبہ اور اس کا جواب 17

مولانا قصوری کی گواہی.......... 18

مولانا عبدالعزیز لدھیانوی 18

مولانا عبدالعزیز لدھیانوی اور حضرت گنگوہی 19

مولانا محمد حسن دیوبندی لکھتے ہیں.......... 19

مولانا محمد فضل عظیم خطیب دیوبندی لکھتے ہیں.......... 19

مدرسہ ''اللہ والا'' کی بنیاد.......... 20

مفتی محمد نعیم لدھیانوی...20

مولانا زکریا لدھیانوی...20

علماء لدھیانہ کا مذہب...21

اولین فتویٰ تکفیر...22

علماء لدھیانہ کا فتویٰ...22

بیرونی شہادتیں...23

شیخ بٹالوی کی شہادت...24

قاضی فضل احمد کی شہادت...24

مرزا بشیر الدین محمود کی شہادت...25

مرزا غلام احمد قادیانی کی گواہی...25

خلاصہ کلام...26

اہل بدعت سے ایک سوال...26

تحقیقات دستگیریہ کب شائع ہوئی...26

کیا مولانا قصوری نے مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ دیا...26

تحقیقات دستگیریہ کا سن تصنیف...27

تحقیقات دستگیریہ فتویٰ یا سوال؟...28

ایک اور سوال...29

اہل بدعت کا دعویٰ جھوٹا نکلا.......... 29

ایک اعتراض اور اس کا جواب 30

علماء لدھیانہ کا فتویٰ 30

تحقیقات دستگیریہ 31

حضرت گنگوہی مرزا قادیانی کے مخالف.......... 32

مخالفین کی فہرست 33

انجام آتھم اور حضرت گنگوہی 33

خواجہ صاحب اور حضرت گنگوہی.......... 34

مباہلہ کے مخاطب حضرت گنگوہی.......... 35

مرزا قادیانی کا حضرت گنگوہی کی مخالفت کرنا 36

حضرت گنگوہی کا مرزا کی مخالفت کرنا 36

حضرت گنگوہی اور علماء لدھیانہ کے فتویٰ کی تصدیق 37

ایک شبہ اور اس کا ازالہ 38

حضرت گنگوہی اور شیخ بٹالوی والے فتویٰ کی تصدیق 38

حضرت گنگوہی کا تکفیر مرزا پر اپنا فتویٰ 40

گھر والا ہی جانتا ہے کہ اس کے گھر میں کیا ہے.......... 40

ایک اعتراض اور اس کا جواب 42

اہل بدعت سے ایک سوال...42

ایک اور انداز ہے...43

برات حضرت گنگوہی...44

مرزا قادیانی کے ابتدائی حالات...44

علماء لدھیانہ کا فتویٰ...45

لدھیانویوں کا حضرت گنگوہی کو خط لکھنا...45

دارالعلوم دیوبند کا علماء لدھیانہ کو تکفیر مرزا سے نہ روکنے کا فیصلہ...46

حضرت گنگوہی کا علماء لدھیانہ کے فتویٰ کی تصدیق کرنا...47

اہل بدعت سے کچھ سوالات...47

فیض احمد فیض جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف...47

پیر مہر علی شاہ گولڑوی...47

خواجہ اللہ بخش تونسوی...49

خواجہ حسن نظامی...49

خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف...50

ایک شبہ اور اس کا ازالہ...51

ہمارا نظریہ...52

کیا فاتح قادیانیت صرف پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی ہی ہیں؟...52

اشہار دعوت 52
پیر صاحب کا دعوت قبول کرنا 52
مرزا قادیانی کا راہ فرار 53
پیر صاحب کا لاہور آنا 53
فاتح قادیانیت 53
فاتح قادیانیت حضرت گنگوہی 54
اشتہار دعوت 54
حضرت گنگوہی کو دعوت مباحثہ 54
حضرت گنگوہی کا دعوت قبول کرنا 54
مرزا قادیانی کا فرار 55
خلاصہ کلام 55
علماء لدھیانہ فاتح قادیانیت 55
اشتہار دعوت حق 56
علماء لدھیانہ کا دعوت قبول کرنا 56
مرزا قادیانی کا راہ فرار 56
علماء لدھیانہ کا مرزے کو چیلنج مباہلہ 56
خلاصہ کلام 57

ضمیمہ جات..........58
ایک نئے اعتراض کا جواب..........59
ایک نیا اعتراض..........60
بنیادی نکتہ..........61
تاریخی حقائق..........61
کتاب "فتح الاسلام"..........61
مزید ایک اور اعتراض اور اس کا جواب..........64
ایک نیا اعتراض..........65
اولین فتویٰ تکفیر..........66
شیخ بٹالوی والا فتویٰ..........68
خلاصہ کلام..........70
1308ھ اور تکفیر مرزا..........71
الخطاب الملیح پر تاثرات کا دعویٰ..........72
اب حضرت گنگوہی کی زیر بحث تحریر دیکھیں..........75
ہمارا سوال..........76

تقریظ

حضرت مفتی عبداللہ الرحمن مدظلہ

الحمد لله وحده، والصلوة والسلام على من لا نبي بعده، اما بعد!

میں (عبداللہ الرحمن) انتہائی خوشی اور شکر کے ساتھ اس کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد اپنی رائے پیش کر رہا ہوں۔ یہ کتاب، جسے جناب محترم علامہ اسامہ حفیظ صاحب دامت فیوضہم نے اپنے علم، تجربے اور تحقیق سے جمع کیا ہے، ایک بے مثال کاوش ہے۔

آج امت مسلمہ کی اجتماعی ابتری کے جس دور سے ہم گزر رہے ہیں، مگر افسوس کے بعض عاقبت نااندیش لوگ امت مسلمہ کی اس کسمپرسی سے بے گانہ ہو کر امت مسلمہ کے اندرونی اختلافات کو مسلسل ہوا دیں رہے ہیں ، جن میں بعض (نام نہاد بریلوی) بدعتی، تکفیری ٹولہ آگے آگے ہے جنھوں نے امت مسلمہ کے اجتماعی عقائد کو چھیڑ کر طوفان بدتمیزی کھڑا کیا اور امت مسلمہ کو مجتمع کرنے کے بجائے تفریق، منافرت ، بے دینی اور بدامنی پھیلانے کی کوشش کی، مگر یہ پروپیگنڈہ اس بات کی علامت ہے کہ مخالفین (تکفیری بدعتی) دلائل سے خالی ہیں اور حق کی طاقت کو دبانے میں ناکام ہو رہے ہیں۔ ہم ان الزامات کا جواب اپنے عمل، اخلاق اور تعلیماتِ اسلام کی روشنی میں دیں گے۔ ہمیں اللہ پر یقین ہے کہ حق غالب ہو کر رہے گا اور باطل مٹنے کے لیے آیا ہے، جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

"بل نقذف بالحق على الباطل فيدمغه فإذا هو زاهق" (سورة الأنبياء: 18)

صاحب کتاب نے جس گہرائی اور بصیرت کے ساتھ موضوع کو بیان کیا ہے، وہ ان کے علم کی وسعت، تحقیق اور فکر کی پاکیزگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ان کی تحریر نہ صرف علمی و فکری انداز کی حامل ہے بلکہ قارئین کے دل و دماغ کو متاثر کرنے کی غیر معمولی صلاحیت بھی رکھتی ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے عمل سے یہ ثابت کریں کہ ہم دین اسلام کے حقیقی پیروکار ہیں، جو دنیا کے لیے رحمت ہیں نہ کہ زحمت۔ مخالفین کے پروپیگنڈے کو بے نقاب کرتے ہوئے ہمیں اپنی صفوں میں اتحاد قائم رکھنا ہوگا اور اسلام کی روشن تعلیمات کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ہوگا۔

اللہ ہمیں حق بات کہنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مفتی عبداللہ الرحمن عفی عنہ

تقریظ

حضرت اقدس عبداللہ خان صاحب مدظلہ

الحمد لله وحده، والصلوة والسلام على من لا نبي بعده، اما بعد!

میں نے اس کتاب ''اولین تکفیر مرزا اور حضرت گنگوہی پر اعتراضات کا تحقیقی جائزہ '' کو اول سے آخر تک دیکھا ماشاءاللہ بہت مفید پایا، محمد اسامہ حفیظ بھائی نے بہت محنت سے ایک کمال کی چیز بنا دی ہے ان شاءاللہ یہ لوگوں کے لیے مفید ہوگی اور اس کتاب سے حقائق واضح ہو جائیں گے۔ اللہ اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ، مدثر علی راؤ اور محمد اسامہ حفیظ جیسے نوجوانوں سے خوب خوب دین کی خدمت لے اور اس طرح کی اور چیزیں منظر عام پر آتی رہیں۔ آمین

عبداللہ خان عفی عنہ

تقریظ

فاتح مرزائیت حضرت مولانا عبدالحکیم نعمانی صاحب مدظلہ

الحمد لله وحده، والصلوة والسلام على من لا نبي بعده، اما بعد!

کتاب ''اولین فتویٰ تکفیر اور حضرت گنگوہی پر اعتراضات کا تحقیقی جائزہ'' نظر سے گزری، اہل باطل کی جانب سے مرزا قادیانی کی اولین تکفیر کے حوالے سے تاریخی حقائق کو مسخ کرنے کی کوشش پچھلے کچھ عرصے سے جاری ہے اس کوشش کو اس کتاب میں تاریخی حقائق بیان کر کے ناکام بنایا گیا ہے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ پر اہل باطل کی جانب سے مرزا قادیانی کی تکفیر نہ کرنے کا الزام لگایا جاتا ہے اس کتاب میں اس الزام کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے، ''اشتہار دعوت'' کے حوالے سے بھی تاریخی رکارڈ درست کیا گیا ہے۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ اس کام کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اہل باطل کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین

مولانا عبد الحکیم نعمانی عفی عنہ

تقریظ

فاتح رضاخانیت حضرت مفتی احمد حسن صاحب مدظلہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد !

کتاب ''اولین فتویٰ تکفیر اور حضرت گنگوہی پر اعتراضات کا تحقیقی جائزہ'' میں نے مکمل دیکھی ہے، آخری درجہ کی تحقیق ہے۔ ماشاء اللہ اللہ اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین

مفتی احمد حسن عفی عنہ

علماء لدھیانہ کا مختصر تعارف

مولانا عبدالقادر لدھیانوی

علماء لدھیانہ کے جد امجد مولانا عبدالقادر صاحب لدھیانوی تھے، اپ کی وجہ سے ہی فتاویٰ قادریہ کو فتاویٰ قادریہ کہا جاتا ہے۔

آپ کے استاذ

آپ شاہ ولی اللہ خاندان کے فیض یافتہ تھے۔

مفتی ضیاء الحسن لدھیانوی لکھتے ہیں

''آپ نے علم حدیث پہلے مولانا عبداللہ جیراجوی سے حاصل کیا پھر دہلی گئے، شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر سے براہ راست استفادہ کیا'' (1857 کی جنگ آزادی صفحہ 9)

اسی طرح مولانا عثمان لدھیانوی لکھتے ہیں

''امام العارفین حضرت شاہ عبدالقادر علیہ رحمۃ نے دہلی میں ولی اللہی خاندان سے براہ راست علم حاصل کیا اور اس طرح علماء لدھیانہ ولی اللہی خاندان کی علمی شاخ بن گئی'' (قافلہ علم وحریت صفحہ 45)

علماء اہل سنت والجماعت علماء دیوبند بھی اسی ولی اللہی خاندان سے فیض یافتہ تھے، اکابر علماء دیوبند شاگرد ہیں شاہ عبدالغنی مجددی کے، وہ شاگرد ہیں شاہ محمد اسحاق دہلوی کے اور وہ شاگرد ہیں شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے۔ اسی طرح دوسرا سلسلہ سندیوں ہے، اکابر علماء دیوبند شاگرد ہیں مولانا مملوک علی نانوتوی کے، وہ شاگرد ہیں مولانا رشید الدین خان دہلوی کے اور وہ شاگرد ہیں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے۔

مولانا عبدالقادر لدھیانوی اور شاہ اسماعیل شہید

مولانا عبدالقادر لدھیانوی شاہ شہید کے مددگاروں اور معاونین میں تھے، جب شاہ شہید اپنے شیخ سید احمد شہید کے ساتھ سکھوں کے خلاف

جہاد میں مصروف تھے تو مولانا عبدالقادر لدھیانوی نے شاہ شہید کی مالی مدد کی تھی اور اس تاک میں تھے کہ مجاہدین کی بدنی امداد کی جائے کہ شاہ شہید کی بالاکوٹ میں شہادت کی خبر آ پہنچی۔

حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں

''بزرگان خاندان میں یہ بات تواتر کے ساتھ منقول ہے امیر المجاہدین سید احمد شہید کی اہلیہ محترمہ نے مولانا عبدالقادر لدھیانوی کے نام ایک خط بھیجا جو فارسی زبان میں تحریر تھا اس میں مجاہدین کے لیے مالی اور بدنی اعانت کی ترغیب دی گئی تھی اور اپنے دستخط ام اسماعیل نام سے کیے گئے تھے۔اس خط کے جواب میں مولانا عبدالقادر نے فوری طور پر مالی اعانت ارسال فرمائی تھی۔اس علاقہ میں چونکہ سکھ قوم اکثریت میں تھی اس لیے بدنی اعانت کے متعلق مخفی طور پر مجاہدین بھیجنے کی فکر میں تھے کہ شہادت بالاکوٹ کی اطلاع موصول ہوئی۔آپ کو اپنی کوتاہی پر انتہائی دکھ اور صدمہ ہوا۔دعا کیا کرتے تھے اے اللہ مجھے اس کا کفارہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔'' (جند حریت صفحہ 76)

''اس خط کے جواب میں مولانا عبدالقادر نے فوری طور پر مالی اعانت ارسال فرمائی تھی۔اس علاقہ میں چونکہ سکھ قوم اکثریت میں تھی اس لیے بدنی اعانت کے متعلق مخفی طور پر مجاہدین بھیجنے کی فکر میں تھے کہ شہادت بالاکوٹ کی اطلاع موصول ہوئی۔آپ کو اپنی کوتاہی پر انتہائی دکھ اور صدمہ ہوا۔دعا کیا کرتے تھے اے اللہ مجھے اس کا کفارہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔'' (1857 کی جنگ آزادی صفحہ 14,15)

''حضرت شاہ عبدالقادر لدھیانوی کی طرف سے تحریک مجاہدین کی اعانت، 1831 میں امیر المجاہدین حضرت سید احمد شہید کی اہلیہ محترمہ نے جو کہ ہندوستان میں مقیم تھیں۔مولانا شاہ عبدالقادر لدھیانوی کے نام فارسی زبان میں خط بھیجا جس میں مجاہدین کی مالی اور بدنی اعانت کی ترغیب دی گئی تھی اور اپنے دستخط ام المجاہدین ام اسماعیل کے نام سے کیے تھے۔اس خط کے جواب میں مولانا شاہ عبدالقادر لدھیانوی نے فوری طور پر مالی اعانت ارسال فرمائی اور مخفی طور پر مجاہدین بھیجنے کی فکر میں تھے کہ بالاکوٹ سے شہادت کی اطلاع موصول ہوئی۔اپ کو اپنی کوتاہی پر انتہائی دکھ اور صدمہ ہوا۔دعا کیا کرتے تھے اے اللہ مجھے اس کا کفارہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔'' (قافلہ علم وحریت صفحہ 53)

جذبہ جہاد سے سرشار مجاہد اسلام (مولانا عبدالقادر لدھیانوی) ''جس نے سید احمد شہید کی رفاقت میں مجاہدین اسلام کے اعانت کی'' (قافلہ علم وحریت صفحہ 69)

مولانا قصوری کی گواہی

یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ اس کا اعتراف مولانا غلام دستگیر قصوری نے بھی کیا ہے، وہ لکھتے ہیں

’’مولوی محمد صاحب لدھیانوی نے جن کا سارا کنبہ تقویۃ الایمان والے کے کمال معتقدین سے ہیں۔‘‘(تقدیس الوکیل صفحہ 132)

انگریز کے خلاف جہاد

1857 کی جنگ ازادی کی بنیاد وہ فتویٰ جہاد جسؔ کی وجہ سے انگریز کے خلاف جہاد شروع ہوا کو مرتب کرنے والوں میں مولانا عبدالقادر لدھیانوی اوران کے بیٹے مولانا سیف الرحمٰن لدھیانوی کا نام آتا ہے۔
دہلی کے مذہبی حلقے جہاد کے معالے میں منتشر تھے اس لئے (مولانا عبدالقادر لدھیانوی نے) اپنے فرزند اکبر مولانا سیف الرحمٰن کی معیت میں فرضیت جہاد پر ایک فتویٰ مرتب کر کے انقلابی سپاہیوں کو پیش کیا۔انہوں نے علماء ومشائخ کی تصدیقات حاصل کرنے کے بعد اخبار میں شائع کیا‘‘(1857 کی جنگ آزادی صفحہ 23)
1857 کی جنگ آزادی میں مولانا عبدالقادر لدھیانوی اپنے پورے خاندان کے ساتھ دہلی میں انگریزی کے خلاف عملی جہاد میں مصروف تھے۔
’’یکم شوال 1273 ہجری بمطابق 25 مئی 1857 عید الفطر کے اجتماع میں مولانا عبدالقادر لدھیانوی نے لوگوں کو دہلی کے لئے مسلح تیاری کا حکم دیا۔۔۔ماہ جون میں اپنی فوج اور تمام اہل وعیال کے ساتھ دہلی کا سفر شروع کیا،راستے کی مزاحمتوں کا دفاع کرتے ہوئے اور متعد انگریز اور سکھ دستوں کو شکست دیتے ہوئے دہلی پہنچے۔‘‘(1857 کی جنگ آزادی صفحہ 23)

’’دہلی میں فتح پوری اور چاندنی چوک میں انگریز فوجوں سے زبردست ٹکر لی اور گھمسان کی جنگ لڑی گئی‘‘
(1857 کی جنگ آزادی صفحہ 23)
یہ وہی دور تھا جس میں اکابر اہل سنت والجماعت علماء دیو بند اپنے شیخ حاجی امداداللہ مہاجر مکی کی قیادت میں شاملی کے میدان میں انگریز کے خلاف جہاد میں مصروف تھے اوران اکابر نے انگریز کو شاملی میں شکست دی تھی۔

مولانا محمد لدھیانوی

حضرت مولانا عبدالقادر لدھیانوی کے بیٹے ہیں مولانا محمد لدھیانوی،آپ نے اپنے والد کے ساتھ 1857 کی جنگ آزادی میں حصہ لیا۔

مولانا محمد لدھیانوی اور حضرت گنگوہی

تکفیر مرزا کے باب میں جب علماء لدھیانہ نے سب سے پہلے 1301 ہجری میں فتویٰ جاری کیا تو حضرت گنگوہی نے حالات سے عدم واقفیت کی بنیاد پر ان حضرات سے شروع میں اختلاف کیا اور ان کو ایک خط بھیجا اس میں حضرت گنگوہی نے مولانا محمد لدھیانوی کا صاحب علم ہونا مانا ہے۔

حضرت گنگوہی فرماتے ہیں

''آپ جیسے اہل علم سے بہت تعجب ہوا کہ آپ نے ایسے امر متبادر معانی کو دیکھ کر تکفیر وارتداد کا حکم فرمایا'' (فتاویٰ قادریہ صفحہ 10)
یہ کتنی بڑی ہستی تھی جن کے اہل علم ہونے کو حضرت گنگوہی جیسی ہستی بھی مان رہی ہیں۔

مولانا محمد لدھیانوی اور مولانا یعقوب نانوتوی

جلسہ دستار بندی دار العلوم دیوبند میں جب مولانا محمد لدھیانوی نے حضرت گنگوہی سے گفتگو کرنا چاہی تو حضرت گنگوہی نے فرمایا ''ہمارے سب کے مولانا محمد یعقوب صاحب بڑے ہیں اس باب میں جو ارشاد فرمائیں مجھے منظور ہے'' (فتاویٰ قادریہ صفحہ 26 ,25]

مولانا محمد لدھیانوی اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے مولانا یعقوب نانوتوی کے پاس گئے اور حضرت نے فرمایا چونکہ آپ اس سے قریب الوطن ہیں اور آپ نے اس کی کتاب براھین احمدیہ بھی پڑھ رکھی ہے اس لیے ہم آپ کو اس کی تکفیر سے نہیں روکتے۔

(خلاصہ کلام فتاویٰ قادریہ صفحہ 25)

چونکہ اس دور میں حضرت گنگوہی اور حضرت مولانا یعقوب نانوتوی نے مرزا قادیانی کی کتاب براہین احمدیہ نہیں دیکھی تھی (رائیس قادیان صفحہ 380) اس لیے خود تکفیر نہیں کی لیکن جب یہ حضرت چلے گئے اور حضرت گنگوہی نے تحقیق کی تو ان کے فتویٰ کی تصدیق فرمادی۔

مولانا محمد لدھیانوی اور مولانا عبد الرحیم رائے پوری

مولانا عبدالرحیم رائے پوری جو مولانا عبدالقادر رائے پوری کے شیخ اور مظاہر العلوم سہارنپور کے سرپرست تھے وہ حضرت مولانا محمد لدھیانوی کے شاگرد تھے۔(1857 کی جنگ آزادی صفحہ 17،قافلہ علم وحریت صفحہ 80)

ایک شبہ اوراس کا جواب

علماء لدھیانہ کواہل بدعت میں سے ثابت کرنے کے لیے ایک شبہ یہ پیش کرتے ہیں کہ مولانا محمد لدھیانوی نے کتاب ''تقدیس الرحمٰن'' میں خلف وعید جس کو یہ لوگ امکان کذب سے تعبیر کرتے ہیں اہلسنت والجماعت علماء دیوبند کے ساتھ اختلاف کیا ہے۔

جواب

اس کتاب تقدیس الرحمٰن میں دو مسائل زیرِ بحث آئے ہیں

امکان کذب

امکان نظیر

مولانا احمد رضا خان بریلوی کے نزدیک دونوں ایک ہی چیز کے دونام ہیں، جو امکان نظیر کا قائل ہے وہ حقیقت میں امکان کذب کا بھی قائل ہے۔حوالہ ملاحظہ فرمائیں
''اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل مذکور ممکن ہوتو معاذ اللہ کذب الٰہی لازم آئے''(الکوکبۃ الشھابیہ صفحہ 181)
اب دیکھیں کہ مولانا محمد لدھیانوی نے امکان نظیر کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے
''اسی طرح مولوی فضل حق صاحب اور متبعین انکے مثل مولوی غلام دستگیر قصوری وغیرہ نظیر خاتم النبیین کو ممتنع بالذات قرار دینے میں سخت غلطی پر ہیں دلائل عقلیہ ونقلیہ بالکل انکے مخالف ہیں''(تقدیس الرحمٰن صفحہ 13)
مولانا احمد رضا خان بریلوی کے فتویٰ کے مطابق حضرت مولانا محمد لدھیانوی امکان نظیر مان کر امکان کذب کے بھی قائل ہوگئے۔
اب اس سوال کی طرف چلتے ہیں کہ کیا مولانا محمد لدھیانوی نے علماء اہلسنت والجماعت علماء دیوبند سے امکان کذب کے مسئلہ میں اختلاف کیا ہے یا نہیں۔

اس جواب کو سمجھنے کے لیے پہلے سمجھیں کہ امکان کذب ہمارے نزدیک ہے کیا۔حضرت گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ میں فرماتے ہیں

’’خدا تعالیٰ نے مثل فرعون وہامان وابی لہب کو قرآن میں جہنمی ہونے کا ارشاد فرمایا ہے وہ حکم قطعی ہے اس کے خلاف ہرگز نہ کرے گا۔ مگر وہ تعالیٰ قادر ہے اس بات پر کہ ان کو جنت دے دیوے عاجز نہیں ہوگیا قادر ہے اگر چہ ایسا اپنے اختیار سے نہ کرے گا‘‘

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ 234)

یہی بات مولانا محمد لدھیانوی نے تقدیس الرحمٰن میں لکھی ہے آپ فرماتے ہیں

’’اگر چہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے کہ میں مشرک کو نہیں بخشوں گا لیکن کافر کے بخشنے کی قدرت اسکی ذات میں سے بسبب وعدہ کے سلب نہیں ہوتی‘‘ (تقدیس الرحمٰن صفحہ 14)

جو بات حضرت گنگوہی نے کی ہے وہی بات مولانا محمد لدھیانوی نے کی ہے دونوں اکابرین کی بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

مولانا قصوری کی گواہی

یہ بات ہم ہی نہیں کرتے مولانا قصوری بھی مانتے ہیں

’’بلکہ صاحب براہین قاطعہ کی ہی تائید کی باری تعالیٰ کے امکان کذب کے اثبات میں چناں چہ آیت إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۖ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ [المائدة 118] کے نیچے لکھا کہ شرک کا بخشانہ جانا مقتضائے وعید سے ہے ممتنع ذاتی نہیں۔۔۔۔اور یہ بات ظاہر ہے کہ ایسے ہی استنباطوں سے براہین والے نے امکان کذب باری تعالیٰ ثابت کیا ہے‘‘ (تقدیس وکیل صفحہ 134,135)

ان حوالہ جات سے ثابت ہوگیا کہ حضرت مولانا محمد لدھیانوی کا مذہب وہی تھا جو حضرت سہارنپوری کا تھا، حضرت کا وہی مذہب تھا جو حضرت گنگوہی کا تھا۔

مولانا عبدالعزیز لدھیانوی

مولانا محمد لدھیانوی کے بھائی، شاہ عبدالقادر لدھیانوی کے فرزند حضرت مولانا عبدالعزیز لدھیانوی مرتب فتویٰ نصرۃ الابرار تھے۔

مولانا عبدالعزیز لدھیانوی اور حضرت گنگوہی

حضرت وہ شخصیت ہیں جب کے بارے میں جھوٹ بول کر کچھ لوگوں نے حضرت گنگوہی سے ایک فتویٰ لیا، جب وہ فتویٰ شائع ہوا اور حضرت گنگوہی کو یہ خبر پہنچی کہ آپ کے فتویٰ کو مولانا عبدالعزیز لدھیانوی پر چسپاں کیا جارہا ہے تو حضرت گنگوہی نے تحریری وضاحت پیش کی، حضرت لکھتے ہیں

''اب وہ فتوی بندہ کا طبع ہوااوراس کے اول تین صفحے لکھے دیکھے جن سے معلوم ہوا کہ وہ سوال مولوی عبدالعزیز صاحب لدھیانوی کی نسبت ہے۔۔۔لہذا بندہ راست راست کہ ہر مسلمانوں کو مطلع کرتا ہے اور اپنا ذمہ بری کرتا ہے کہ مولوی عبدالعزیز صاحب لدھیانوی ہرگز ہرگز مصداق اس فتویٰ کا نہیں اور جو اموران کی طرف اس تحریر میں منسوب ہے ان کی وجہ سے بندہ ہرگز ان کو محل اس جواب وفتویٰ کا نہیں جانتا۔اگر سائل اس تفصیل کو درج سوال کرتا تو بندہ ہرگز یہ جواب نہ لکھتا۔۔۔۔اوراس عبارت میں جو گستاخ کلام نسبت مولوی صاحب کے ہیں وہ سخت نازیبہ ہے بندہ کے نزدیک عالم کی شان میں ایسا کلام موجب ہتک اسلام وعلم ہے۔پس جو صاحب اس بندے کو صادق جانتے ہیں اور جو بندے کی تحریر کی وجہ سے مولوی عبدالعزیز لدھیانوی صاحب سے بدعقیدہ ہوئے ہیں ان کو متنبہ کرتا ہے کہ وہ ہرگز مصداق اس فتوی بندہ کے نہیں۔ان سے معذرت کرنا اور معافی چاہنا اوراتحاد ومحبت کرنا لازم ہے۔'' (فتویٰ نصرۃ الابرار صفحہ 5)

حضرت کی اس تحریر پر علماء اہل سنت والجماعت نے دستخط کر کے مولانا عبدالعزیز لدھیانوی سے اپنے عقیدت کا اظہار کیا۔

مولانا محمد حسن دیوبندی لکھتے ہیں

''بندہ کے نزدیک مولوی عبدالعزیز صاحب اور دیگر حضرات لدھیانوی ہرگز مخرب اسلام نہیں ہیں بلکہ معاون اسلام ہیں''

(فتویٰ نصرۃ الابرار صفحہ 6)

مولانا محمد فضل عظیم خطیب دیوبندی لکھتے ہیں

''میں مولوی عبدالعزیز صاحب ومولوی محمد صاحب ومولوی عبداللہ صاحب کو بخوبی جانتا ہوں نہایت متقی اور ذی علم ہیں ان سے بہتر عالم ملک پنجاب میں نہیں ہے'' (فتویٰ نصرۃ الابرار صفحہ 6)

ابو محمد مولانا عبدالحق حقانی سے بھی جھوٹ بول کر اسی طرح کا فتویٰ لیا گیا، آپ کو بھی جب حقیقت حال کی خبر ہوئی تو آپ نے لکھا

''اس پر فقیر نے کچھ عبارت لکھی جس کو سائل نے مولوی عبدالعزی، مولوی عبداللہ اور مولوی محمد صاحب کی نسبت چسپاں کر دیا۔میں تینوں صاحبوں سے خوب واقف ہوں حقیقت میں وہ دیندار، ذی علم ہیں اور وہ ایسے نہیں کے خلاف اسلام کوشش کریں۔

(فتویٰ نصرۃ الابرار صفحہ 6)

اور بھی حضرات نے حضرت کی تحریر کو درست کہا تفصیلات کے لیے فتویٰ نصرۃ الابرار صفحہ 5،6،7 ملاحظہ فرمائیں۔

مدرسہ ''اللہ والا'' کی بنیاد

حضرت نے لدھیانہ میں مدرسہ ''اللہ والا'' کی بنیاد رکھی، اس مدرسہ کے مدرس مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کے والد مولانا یاسین صاحب تھے۔

''اس مدرسہ میں پاک و ہند کے مشہور مفتی، مفتی محمد شفیع صاحب کے والد مولانا یاسین صاحب مدرس تھے''

(1857 کی جنگ ازادی صفحہ 47، قافلہ علم وحریت صفحہ 86)

مفتی محمد نعیم لدھیانوی

جب اس مدرسہ کے مہتمم مولانا عبداللہ لدھیانوی کے فرزند مفتی نعیم لدھیانوی فاضل دیوبند بنے تو اپنے شیخ اور استاد شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کی نسبت سے اس مدرسہ کا نام ''مدرسہ محمودیہ اللہ والا'' رکھ دیا۔

اس مدرسہ کے سالانہ جلسے میں ہر سال اکابر علماء اہل سنت والجماعت علماء دیوبند تشریف لایا کرتے تھے۔

مولانا یوسف لدھیانوی شہید نے بھی اسی مردسہ سے اپنی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ (1857 کی جنگ ازادی صفحہ 47)

مولانا عبداللہ لدھیانوی کے فرزند مفتی محمد نعیم لدھیانوی فاتح رضاخانیت مولانا منظور احمد نعمانی اور حضرت اقدس مولانا یوسف لدھیانوی شہید کے استاد تھے۔(1857 کی جنگ ازادی صفحہ 51)

مولانا زکریا لدھیانوی

رائیس احرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کے والد اور مولانا محمد لدھیانوی کے فرزند مولانا زکریا لدھیانوی حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں میں سے تھے، مقدمہ مرزائیہ بہاولپور میں حضرت شاہ صاحب کو علماء لدھیانہ کی جانب سے دیے گئے پہلے فتوے کی تفصیلات بیان کرنے کا شرف مولانا زکریا لدھیانوی کو حاصل ہوا۔

’’قادیانیوں کے خلاف دائر مقدمہ بہاولپور میں شرکت کے لیے مولانا محمد زکریا لدھیانوی حضرت مولانا علامہ انور شاہ صاحب کشمیری کے ساتھ بہاولپور تشریف لے گئے‘‘ (قافلہ علم وحریت صفحہ 104)

مولانا سید زہر شاہ قیصر جو ماہنامہ دارالعلوم دیوبند کے مدیر تھے مولانا زکریا لدھیانوی کے بارے میں لکھتے ہیں

’’حضرت مولانا محمد زکریا صاحب ایک قلندر صفت، رچے بسے ہوئے بزرگ، پختہ عالم، درویش صفت انسان، بزرگ اور علماء کے ہم نشین اور بڑے بڑے وزراء اور حکام وقت پر اپنے دینی دبدبے کے ساتھ موثر تھے، مجھے اچھی طرح معلوم ہے مولانا محمد ذکریا صاحب جمعہ کے دن محلّہ موچپورہ سے اپنے گھر سے کمپنی باغ کی شاہی مسجد میں نماز جمعہ ادا کر کے تشریف لاتے تھے تو راستے میں کئی بازاروں کے دکاندار اس خوف سے اپنی دکانیں بند کر لیتے تھے کہ مولانا ادھر سے گزریں گے اگر نماز جمعہ کے قریب وقت میں ہماری دکان کھلی ہوئی دیکھیں گے تو خفا ہوں گے‘‘(یادگار زمانہ ہیں یہ لوگ صفحہ 134،135)

علماء لدھیانہ کا مذہب

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات واضح ہے کہ علمائے لدھیانہ کا دیوبند کے ساتھ محبت وعقیدت کا تعلق تھا، مولانا عبداللہ لدھیانوی کے فرزند مفتی نعیم لدھیانوی کے دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد اس خاندان میں ہر عالم یا تو دارالعلوم دیوبند کا فاضل ملے گا یا مظاہر العلوم سہارنپور کا فاضل ہوگا، اہل بدعت کا یہ دعویٰ کرنا کہ یہ حضرات اہل بدعت سے تعلق رکھنے تھے محض جھوٹ ہے۔

اتمام حجت کے لیے دو حوالہ جات اور ملاحظہ فرمائیں۔

بانی جامعۃ الرشید حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی جو مولانا عبدالعزیز لدھیانوی کے نواسے مولانا محمد سلیم لدھیانوی کے فرزند ہیں لکھتے ہیں

’’علمائے دیوبند علمائے لدھیانہ یہ دو نام نہیں بلکہ ایک ہی نام ہے۔ یہ دو قبیلے نہیں بلکہ ایک ہی قبیلہ ہے۔ دونوں امام الہند حجت الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے فیض یافتہ ہیں اور اسی پر ہمیں فخر ہے۔‘‘ (قافلہ علم وحریت صفحہ 35)

اسی طرح حبیب الرحمٰن ثانی لدھیانوی لکھتے ہیں

’’یہ بات ذہن میں رکھیں کہ اکابر علمائے لدھیانہ و دیوبند کا مسلک ایک ہی تھا اور ہے‘‘ (سب سے پہلا فتویٰ تکفیر صفحہ 28)

اولین فتویٰ تکفیر

اہل سنت والجماعت کواللہ رب العزت نے اعزاز بخشا ہے کہ انہی کی جانب سے سب سے پہلے مرزا قادیانی کا تعاقب کیا گیا اور اس پر کفر کا فتویٰ دیا گیا۔ اہل بدعت کی جانب سے اس اعزاز کو اپنے نام لگانے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے اور اس غرض کی تکمیل کے لیے وہ جھوٹ بولنے اور دجل کرنے سے بھی باز نہیں آتے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ سب سے پہلے مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ دینے والے علمائے اہل سنت والجماعت علماء لدھیانہ تھے۔ (تفصیل آگے آئے گی، ان شاءاللہ)

اہل بدعت کی جانب سے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ

نمبر 1: مرزا قادیانی پر کفر کا فتوی سب سے پہلے مولانا قصوری نے دیا۔
نمبر 2: مرزا قادیانی کا تعاقب سب سے پہلے مولانا قصوری نے کیا۔
اہل بدعت کے دعویٰ کے ان دونوں اجزاء پر آئندہ گفتگو کریں گے فی الحال ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ علماء لدھیانہ نے سب سے پہلے مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ دیا۔

علماء لدھیانہ کا فتویٰ

مرزا قادیانی اپنی زندگی کی پہلی کتاب ''براہین احمدیہ'' شائع کرنے کے بعد 1301 ہجری میں لدھیانہ آیا (فتاویٰ قادریہ صفحہ 7) تو علماء لدھیانہ نے اس کی کتاب براہین احمدیہ پڑھی تو اس میں کفر کے انبار پائے، فرماتے ہیں

''جس روز قادیانی شہر لدھیانہ میں وارد ہوا تھا راقم الحروف اعنی محمد و مولوی عبداللہ صاحب و مولوی اسمعیل صاحب نے براہین کو دیکھا تو اس میں کلمات کفریہ انبار در انبار پائے۔ اور لوگوں کو قبل از دو پہر اطلاع کر دی گئی کہ یہ شخص مجدد نہیں بلکہ ملحد اور زندیق ہے۔''

(فتاویٰ قادریہ صفحہ 9)

ساتھ ہی آگے لکھا ہے

''اور گرد و نواح کے شہروں میں یہ فتوے لکھ کر روانہ کیے گئے کہ یہ شخص مرتد ہے۔'' (ایضاً)

ان عبارات سے ثابت ہوتا ہے مرزا قادیانی جب 1301 ہجری میں لدھیانہ آیا تھا اسی دور میں علماء اہل سنت والجماعت نے اس کے کفر کا فتویٰ جاری فرمادیا تھا۔علماء لدھیانہ نے بار بار اس بات کو فتویٰ قادریہ میں بیان بھی کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں

''چونکہ ہم نے فتویٰ 1301ھ مرزا مذکور کو دائرہ اسلام سے خارج ہوجانے کا جاری کردیا تھا''(فتویٰ قادریہ صفحہ 29)

''ہمارا یہی دعویٰ ہے کہ یہ شخص اور جو لوگ اس کے عقائد باطلہ کو حق جانتے ہیں شرعاً کافر ہیں۔''(فتویٰ قادریہ صفحہ 30)

''یہ شخص مرتد ہے اور اہل اسلام کو ایسے شخص سے ارتباط رکھنا حرام ہے۔اسی طرح جو لوگ اس پر عقیدہ رکھتے ہیں وہ بھی کافر ہیں اور ان کے نکاح باقی نہیں رہتا۔۔۔۔۔۔۔۔اسی طرح جیسا ہم نے مرزا قادیانی کو 1301 ہجری میں کافر اور مرتد قرار دیا تھا۔''

(فتاویٰ قادریہ صفحہ 31)

نوٹ:اس عبارت کو مرزا قادیانی نے بھی اپنی کتاب ''کتاب البریہ''میں نقل کیا ہے۔

(دیکھیں خزائن جلد 13 صفحہ 149، کتاب البریہ صفحہ 121)

''بعد الحمد والصلوٰت! محمد بن مولانا مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم لدھیانوی ہیچ خدمت اہل اسلام کے عرض کرتا ہے کہ غلام احمد قادیانی کی تکفیر بباعث کلمات کفریہ کے اول 1301 ہجری میں ہمارے ہی خاندان سے شروع ہوئی۔''(فتاویٰ قادریہ صفحہ 35)

ان اقتباسات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ علمائے لدھیانہ نے 1301 ہجری میں مرزا قادیانی کے کفر کا فتویٰ جاری فرمادیا تھا اور اس فتوے کو شائع کرکے نہ صرف لدھیانہ میں بلکہ اردگرد کے شہروں میں بھی پھیلا دیا تھا تاکہ لوگ مرزا قادیانی کے کفر سے بچ سکیں۔

بیرونی شہادتیں

اگرچہ علمائے لدھیانہ کا یہ فرما دینا کہ ''ہم نے 1301 ہجری میں مرزا قادیانی کو کافر اور مرتد قرار دے دیا تھا اور فتویٰ شائع فرما کر اردگرد کے شہروں میں پھیلا دیا تھا'' خود ایک سند کی حیثیت رکھتا ہے لیکن فریقین کی تسلی کے لیے ہم بیرونی شہادتیں بھی پیش کردیتے ہیں جن سے واضح طور پر معلوم ہوگا کہ اکابر اہل سنت والجماعت نے مرزا قادیانی کے کفر پر سب سے پہلے فتویٰ جاری فرمایا۔

شیخ بٹالوی کی شہادت

شیخ بٹالوی نے جب 1308 ہجری میں مرزا قادیانی کے کفر پر سب علماء سے تصدیقات اور دستخط لیے تو یہ فتویٰ علماء لدھیانہ کو بھی بھیجا کہ آپ بھی اس پر تصدیق فرمادیں جواباً ان حضرات نے وہی تحریر بھیج دی جس کے کچھ اقتباسات پہلے گزر چکے ہیں اور فرمایا کہ ہماری طرف سے اپنے اسے رسالہ میں اسے ہی شائع کردیں جس میں واضح طور پر لکھا تھا

''چونکہ ہم نے فتویٰ 1301 ہجری میں مرزا مذکور کو دائرہ اسلام سے خارج ہوجانے کا جاری کردیا تھا۔۔۔الآخر''

(اشاعت السنۃ، جلد 13 صفحہ 145)

شیخ بٹالوی نے اس تحریر کو شائع کرنے کے بعد اس کی کوئی تردید بھی نہیں کی جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شیخ بٹالوی بھی یہ بات مانتے تھے کہ ان حضرات نے 1301 ہجری میں مرزا قادیانی کو کافر قرار دے دیا تھا۔

شیخ بٹالوی نے شروع میں مرزا قادیانی کے وکیل صفائی کی حیثیت سے کتاب براھین احمدیہ پر جو ریویو لکھا تھا اس میں بھی علمائے لدھیانہ کے اس فتویٰ کا تذکرہ ہے ، ملاحظہ فرمائیں

''ناظرین ان کا یہ حال سن کر متعجب اور اس امر کے منتظر ہوں گے کہ ایسے دلیر اور شیر بہادر کون ہیں جو سب علماء وقت کے مخالف ہوکر ایسے جلیل القدر مسلمان (یعنی مرزا قادیانی_ ناقل) کی تکفیر کرتے ہیں اور اپنے مہربان گورنمنٹ کے (جس کے ظل حمایت میں باامن شعار مذہبی ادا کرتے ہیں) جہاد کو جائز سمجھتے ہیں . ان کے دفع تعجب اور رفع انتظار کے لیے ان حضرت کے نام بھی ظاہر کردیتے ہیں، وہ مولوی عبدالعزیز و مولوی محمد وغیرہ پسران مولوی عبدالقادر ہیں جن سب کا سنہ 57 سے باغی و بدخواہ گورنمنٹ ہونا ہم اشاعۃ السنۃ نمبر 10 جلد 6 وغیرہ میں ظاہر و ثابت کرچکے ہیں'' (اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 6، صفحہ 171 حاشیہ)

عبارت سے واضح ہے کہ جس دور میں شیخ بٹالوی مرزا قادیانی کے وکیل صفائی بن کر براہین احمدیہ پر ریویو لکھ رہے تھے اس سے پہلے علماء لدھیانہ مرزا قادیانی کی تکفیر کرچکے تھے۔

قاضی فضل احمد کی شہادت

یہ وہ شخصیت ہیں جو مرزا قادیانی کے ہم عصر تھے، مرزا قادیانی کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر کے ساتھ انگریز کے ملازم ہوئے، لدھیانہ کے رہنے والے تھے، سب حالات سے اچھی طرح واقف تھے، یہ اپنی کتاب ''کلمہ فضل رحمانی'' پر مولانا محمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ سے تقریظ

لکھواتے ہیں حضرت اپنی تقریظ میں لکھتے ہیں۔

''ابتداء میں مولانا مولوی عبداللہ مرحوم نے برادرم حقیقی وراقم الحروف ومولوی مولانا اسمعیل صاحب نے اس (مرزا قادیانی) کی تکفیر کا فتویٰ 1301 ہجری میں شائع کیا.'' (کلمہ فضل رحمانی صفحہ 143، احتساب جلد 20 صفحہ 499)

قاضی صاحب بھی اس بات کی کوئی تردید نہیں کرتے جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان حضرات کا فتوی اس قدر مشہور ہو گیا تھا کہ نہ صرف شیخ بٹالوی اس فتویٰ کو جانتے تھے بلکہ لدھیانہ کا ہر پڑھا لکھا آدمی اس فتویٰ سے واقف تھا۔

مرزا بشیر الدین محمود کی شہادت

مرزا بشیر الدین محمود نے بھی شیخ بٹالوی کے فتویٰ کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے بہت پہلے علماء لدھیانہ نے فتویٰ کفر جاری فرما دیا تھا۔ ملاحظہ فرمائیں

''اس فتویٰ سے بھی کئی سال پہلے علمائے لدھیانہ نے 1884 میں تکفیر کا مندرجہ ذیل فتویٰ صادر کیا۔۔۔''

(انوار العلوم جلد 23 صفحہ 508)

مرزا غلام احمد قادیانی کی گواہی

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

علماء لدھیانہ نے 1301 ہجری میں سب سے پہلے جو قادیانیت پر ضرب لگائی اس زخم کو چاٹتے ہوئے مرزا قادیانی ''لیکچر لدھیانہ'' میں کہتا ہے۔

''میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں سب سے اول مجھ پر کفر کا فتویٰ اسی شہر کے چند مولویوں نے دیا'' (خزائن جلد 20 صفحہ 249)

جس پر کفر کا فتوی دیا گیا وہ خود اقرار کر رہا ہے کہ مجھ پر سب سے پہلے کفر کا فتوی دینے والے یہی علماء اہل سنت والجماعت علماء لدھیانہ ہیں۔

خلاصہ کلام

ان سب عبارات اور حوالہ جات سے ثابت ہو گیا کہ مرزا قادیانی پر سب سے پہلے کفر کا فتویٰ دینے والے اور سب سے پہلے اس کا تعاقب کرنے والے علمائے اہل سنت والجماعت علماء لدھیانہ تھے جنہوں نے 1301 ہجری میں سب سے پہلے مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ جاری فرمایا پھر اسے شائع فرمایا اور گردونواح کے شہروں میں پھیلا دیا۔
1301 ہجری سے پہلے ہمیں کسی بھی شخص کا کوئی بھی فتویٰ نہیں ملتا جو مرزا قادیانی کے کفر پر دیا گیا ہو، اگر کوئی اس کے خلاف مدعی ہے تو وہ 1301 ہجری والے علمائے لدھیانہ کے فتویٰ سے پہلے مرزا قادیانی کی تکفیر پر کوئی فتویٰ دکھائے۔
قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

اہل بدعت سے ایک سوال

اب چلتے ہیں اہل بدعت کی جانب، ہمارے کرم فرماؤں نے یہ دعویٰ کیا کہ مولانا قصوری نے سب سے پہلے مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ جاری کیا، یقیناً ان حضرات کا اشارہ مولانا قصوری کی پہلی کتاب جو رد مرزائیت پر انہوں نے لکھی تحقیقات دستگیریہ کی طرف ہوگا۔

تحقیقات دستگیریہ کب شائع ہوئی

آپ حضرات کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ یہ کتاب جس کی بنیاد پر ان حضرات نے یہ دعوی کر رکھا ہے کہ مولانا قصوری نے سب سے پہلے مرزا قادیانی پر کفر کا فتوی لگایا سن 1312 ہجری میں شائع ہوئی۔
حوالہ ملاحظہ فرمائیں (تحقیقات دستگیریہ، صفحہ 84، عقیدہ ختم نبوۃ جلد 1 صفحہ 226)
جو کتاب علمائے لدھیانہ کے فتویٰ کے 11 سال بعد شائع ہو رہی ہے اس کے بارے میں یہ کہنا یہ پہلا فتویٰ ہے کس قدر دجل وفریب ہے۔

کیا مولانا قصوری نے مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ دیا

ہمارا فریق مخالف کہتا ہے کہ ''مولانا قصوری نے سب سے پہلے مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ دیا'' ہم اہل بدعت سے مطالبہ کرتے ہیں۔

’’مولانا قصوری کی اس کتاب میں جوانہوں نے 1302 ہجری میں لکھی تھی مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ دکھادیں۔‘‘
جس کتاب کو آپ نے سر پر اٹھا رکھا ہے اور جس کی بنیاد پر شور مچایا ہوا ہے کہ اس میں مولانا قصوری کا مرزا پر ’’سب سے پہلا کفر کا فتویٰ ہے‘‘ اس کتاب میں مولانا قصوری نے کہیں بھی مرزا قادیانی کو کافر نہیں کہا، اگر کہا ہے تو ہمیں دکھادیں ہم فوری رجوع کرلیں گے۔
ہاں مولانا قصوری نے عرض مؤلف میں ضرور مرزا قادیانی کو دائرہ اسلام سے خارج کہا ہے لیکن وہ تحریر 1312 ہجری کی ہے جو شیخ بٹالوی والے فتویٰ کے شائع ہونے کے بھی تین چار سال بعد لکھی گئی ہے اسے پیش نہیں کیا جاسکتا۔
1302 ہجری کی کسی تحریر میں ہو تو سامنے لائیں اور ہمارے علم میں اضافہ کریں۔ یہ تھی آپ کے اولین فتویٰ کی حقیقت۔

تحقیقات دستگیریہ کا سن تصنیف

اہل بدعت کی جانب سے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ مولانا قصوری کی یہ کتاب 1301 ہجری کے اندر لکھی گئی، یہ سفید جھوٹ ہے۔ اہل بدعت کو یہ دھوکہ مولوی امین جو ’’عقیدہ ختم نبوۃ‘‘ کتاب کو ترتیب دینے والا ہے نے دیا ہے، جب اس نے کتاب ’’عقیدہ ختم نبوۃ‘‘ کی پہلی جلد میں مولانا قصوری کی کتاب ’’تحقیقات دستگیریہ‘‘ کو شامل کیا تو کمال دجل وفریب کا مظاہرہ کرتے ہوئے کتاب کے سرورق پر ’’سن تصنیف 1301 ہجری‘‘ لکھ دیا۔(عقیدہ ختم نبوۃ جلد 1 صفحہ 144)
جب کہ حقیقت یہ ہے کہ مولانا نے اس کتاب کو لکھنے کا اغاز 1302 ہجری میں کیا تھا۔حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں
’’حضرات علماء حق ملت شریفین کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ فقیر نے صفر 1302 ہجری میں صاحب براہین کا وہ اشتہار دیکھا جس کا ذکر ابتدا اس رسالے میں درج ہوا ہے۔۔۔۔۔ جب فقیر نے اس میں دیکھا کتاب براہین احمدیہ کا بنام اللہ تعالی کے حکم اور الہام سے دعوی کیا ہے۔۔۔۔۔پھر اس کی کتاب براہین احمدیہ دیکھی۔۔۔۔‘‘(تحقیقات دستگیریہ صفحہ 82،احتساب جلد 10 صفحہ 526)
ہر چند فقیر مؤلف کان اللہ لہ نے ابتدائے 1302 ہجری سے اول بزریعہ خط وکتابت ثانیاً بوسیلہ اشتہار بہت کوشش کی کہ مرزا قادیانی مناظرہ سے تحقیق حق کر کے اسلام میں رخنہ اندازی سے باز آجائے۔(تحقیقات دستگیریہ صفحہ 99،احتساب جلد 10 صفحہ 543)
یہ حوالہ جات اسی کتاب تحقیقات دستگیریہ میں موجود ہیں جس کے سرورق پر مولوی امین نے کمال دجل کرتے ہوئے تصنیف 1301 ہجری لکھا ہے۔اور کتاب کے اندر مولانا قصوری خود کہتے ہیں کہ مجھے تو مرزے کا تعارف ہی 1302 ہجری میں ایک اشتہار کے ذریعے سے ہوا۔اس اشتہار کو دیکھنے کے بعد میں نے کتاب براھین احمدیہ دیکھی۔اب اہل بدعت بتائیں کہ مولانا قصوری کو مرزا قادیانی کا تعارف تو ایک سال بعد ہوا لیکن انہوں نے بغیر تعارف کے کتاب ایک سال پہلے کیسے لکھ لی۔

تحقیقات دستگیریہ فتویٰ یا سوال؟

تحقیقات دستگیر یہ اصل میں ایک استفتاء ہے نہ کہ فتویٰ ،مولانا قصوری نے علماء حرمین کے نام سوال لکھا، استفتاء بھیجا۔
یہ سوال نامہ جسے مولانا نے 1302 ہجری میں اردو میں لکھا تھا اس کا عربی ترجمہ 1303 ہجری میں مولانا قصوری نے کیا اور علمائے حرمین کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حوالہ ملاحظہ فرمائیں
''حضرات علماء حرمین محترمین زادہما اللہ تعالیٰ حرمۃ وشرفا اس کی کتاب براھین احمدیہ اور رسالہ اشاعت السنہ ذی القعدہ والحجہ 1301 ومحرم 1302 ہجری جس میں اس کی تاویل تھی استفتاء کیا۔ (فتح رحمانی صفحہ 3، احتساب جلد 10 صفحہ 549)
یہ اردو استفتاء جو مولانا قصوری نے 1302 ہجری میں لکھا تھا کا 1303 ہجری میں عربی میں ترجمہ کر کے علماء عرب کو بھیجا اور 1305 ہجری کے اندر یہ فتویٰ واپس آیا۔ حوالے ملاحظہ فرمائیں
(تحقیقات دستگیر یہ صفحہ 84، احتساب جلد 10 صفحہ 528
تحقیقات دستگیر یہ صفحہ 99، احتساب جلد 10 صفحہ 543
فتح رحمانی صفحہ 3، احتساب جلد 10 صفحہ 549)

ان سب حوالہ جات سے یہ باتیں معلوم ہوتی ہیں

نمبر 1: مولانا قصوری نے تحقیقات دستگیر یہ کو 1302 ہجری میں لکھنا شروع کیا۔
جبکہ علماء اہلسنت والجماعت مرزا قادیانی پر 1301 ہجری میں کفر کا فتویٰ جاری فرما چکے تھے۔
نمبر 2: مولانا قصوری کی اس 1302 والی تحریر میں میں مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا گیا۔ یہ تو صرف ایک استفتاء تھا۔
نمبر 3: مولانا قصوری نے 1302 ہجری میں مرزا قادیانی پر کفر کا فتوی جاری نہیں کیا۔ ہاں مولانا قصوری نے 1302 ہجری میں اردو میں ایک استفتاء ضرور تیار کیا، 1303 ہجری میں اس کا عربی میں ترجمہ کیا اور حرمین شریفین کے علماء کو بھیج دیا، 1305 ہجری میں یہ فتویٰ واپس آیا۔

مطلب یہ فتوی مولانا قصوری کا نہیں بلکہ علمائے حرمین کا تھا اہل بدعت کا اس کے ساتھ صرف اتنا ہی تعلق ہے کہ ان حضرات نے ایک سوال پوچھا تھا باقی فتویٰ علمائے حرمین نے دیا تھا، اہل بدعت کا یہ کہنا کہ ہم نے سب سے پہلے کفر کا فتوی دیا درست نہیں۔

یہ فتویٰ بھی علماء لدھیانہ کے فتوے سے چار سال بعد آیا تھا۔

نمبر 4: یہ فتویٰ 1312 ہجری میں پہلی بار منظر عام پر آیا اور شائع ہوا جب علماء لدھیانہ کے فتویٰ کو شائع ہوئے 11 سال اور شیخ بٹالوی کے فتویٰ کو شائع ہوئے 3 سے 4 سال ہو گئے تھے۔
یہی وجہ تھی کہ مولانا قصوری نے کتاب کے آخر میں نوٹ لگا دیا کہ شیخ بٹالوی اب خود مرزا قادیانی کی تکفیر کرتے ہیں اس لیے اس کتاب میں جو بھی شیخ بٹالوی کی تردید ہے اس کا اطلاق اب شیخ بٹالوی پر نہیں ہوتا، ملاحظہ ہو
(تحقیقات دستگیریہ صفحہ 102، احتساب جلد 10 صفحہ 546)

ایک اور سوال

مولوی امین کی شائع کردہ کتاب ''تحقیقات دستگیریہ'' جو کتاب ''عقیدہ ختم نبوۃ جلد 1'' میں ہے میں ہمیں یہ نوٹ بھی نظر نہیں آیا، اہل بدعت حضرت اس کتاب سے یہ نوٹ دکھا کر ہمیں شکریہ کا موقع دیں۔

اہل بدعت کا دعویٰ جھوٹا نکلا

ہم نے اہل بدعت کے دعویٰ کے دو اجزاء آپ کے سامنے رکھے تھے

نمبر 1: مولانا قصوری نے سب سے پہلے کفر کا فتویٰ دیا۔
نمبر 2: مولانا قصوری نے سب سے پہلے مرزا قادیانی کا تعاقب کیا۔

ہم نے آپ حضرات کے سامنے ثابت کر دیا کہ علماء لدھیانہ کا فتویٰ 1301 ہجری کا تھا اور مولانا قصوری کی تحریر 1302 ہجری کی ہے اور اس تحریر میں بھی مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا گیا، اس سے ثابت ہو گیا کہ اہل بدعت کا یہ دعویٰ کہ سب سے پہلے مولانا قصوری نے مرزا قادیانی کا تعاقب کیا اور اس پر کفر کا فتوی دیا جھوٹا ہے۔

ایک اعتراض اوراس کا جواب

ہمارے ان دلائل کے سامنے جب اہل بدعت بے بس ہو جاتے ہیں اور ماننے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ سب سے پہلے مرزا قادیانی کی تکفیر علمائے لدھیانہ نے کی تھی تو اپنی شرمندگی کو چھپانے کے لیے کہتے ہیں آپ لوگوں کا فتویٰ اگر چہ پہلا ہے لیکن وہ اجمالی تھا ہماری کتاب تفصیلی ہے۔

جوابا عرض ہے کہ ہمارا فتویٰ اصل ہے آپ کی کتاب نقل ہے، مولانا غلام دستگیر قصوری نے علمائے لدھیانہ کے فتویٰ میں بیان نکات کو ہی اپنے تیار کردہ استفتاء میں لکھا ہے۔ مولانا قصوری کی اس میں کوئی محنت شامل نہیں ہے کفر مرزا کے وہ تمام دلائل جو علماء لدھیانہ نے اپنے فتویٰ میں لکھ کر اسے کافر کہا تھا قصوری صاحب نے وہی سب دیکھ کر اپنے استفتاء میں نقل کر دیے تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ قصوری صاحب خود علم سے خالی آدمی تھے یہ انکشاف پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ نے بھی کیا ہے، حوالہ ملاحظہ فرمائیں

''الغرض حسب وعدہ جب میں وہاں پر پہنچا تو اچانک مولوی غلام دستگیر تشریف لائے، اس سے پہلے مولوی صاحب کا میرا ساتھ کوئی تعلق و تعارف نہ تھا، میں نے خلوت میں بطور علمی تحقیق کے مولوی صاحب سے ایک بات دریافت کی کہ مولوی صاحب اگر مباحثہ میں مخالف یہ اعتراض کرے تو آپ کے پاس کیا جواب ہوگا، مولوی صاحب خاموش ہو گئے اس سے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب کا سرمایہ علمی نہ ہونے کے برابر ہے۔'' (ملفوظات مہریہ صفحہ 29)

یہی وجہ تھی کہ قصوری صاحب نے اپنی طرف سے کفر مرزا پر ایک بھی دلیل نہیں دی تمام دلائل علماء لدھیانہ کے فتویٰ سے نقل کیے۔

علمائے لدھیانہ کا فتویٰ

علماء لدھیانہ نے جن وجوہات کی بنیاد پر مرزا قادیانی کی تکفیر کی ان وجوہات کو ''ریویو براہین احمدیہ'' میں شیخ بٹالوی نے تحریر کیا ہے، لکھتے ہیں۔۔۔

''اور فریق دوم (لودیانوی مدعی اسلام) اپنی تکفیر کی یہی وجہ پیش کرتے ہیں کہ ان الہامات میں مؤلف نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے اور اپنے آپ کو ان کمالات کا جو انبیاء سے مخصوص ہیں محل ٹھرایا ہے اور ان آیات قرآنیہ کا جو خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء سابقین کے خطاب میں وارد ہیں مورد نزول قرار دیا ہے۔'' (ریویو براہین احمدیہ صفحہ 172، اشاعت السنہ جلد 7 صفحہ ایضاً)

پھراس کے بعد شیخ بٹالوی نے علماء لدھیانہ کے پیش کردہ دلائل میں سے کچھ آیات قرآنیہ اور عربی جملے نقل کیے جن کے بارے میں مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ یہ مجھ پر نازل ہوئے ہیں۔

اس حوالہ سے یہ بات واضح ہے کہ علماء لدھیانہ نے مرزا کی تکفیر اس وجہ سے کی کیونکہ وہ دعویٰ نبوت کرتا تھا۔

.1اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ قرآنی آیات کو اپنے پر نازل الہام بتاتا تھا۔

.2وہ آیات جو خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء سابقین کے لیے ہیں اپنے بارے میں نازل شدہ مانتا تھا۔

.3وہ کمالات جو انبیاء کے ساتھ خاص ہیں ان کو اپنے لیے ثابت مانتا تھا۔

تحقیقات دستگیریہ

قصوری صاحب نے اپنی کتاب میں من وعن یہی چیزیں بیان کی ہیں جن کی بنیاد پر علماء لدھیانہ نے مرزا کی تکفیر کی تھی۔

حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں

''مصنف نے دعویٰ کیا ہے کہ بہت سی قرآنی آیات اور عبارات عربیہ اس پر الہام ہوتی ہیں''

(تحقیقات دستگیریہ صفحہ 6،احتساب قادیانیت جلد10 صفحہ 451)

''اور یہ بھی صاف دعویٰ کیا کہ اکثر آیات فضائل انبیاء اس پر نازل ہوتی ہیں،اوران آیات سے اللہ تعالی نے اس کو مخاطب کیا ہے،اوران خطابات سے وہی مراد ہے۔اوراکثر الہامی باتیں بلکہ سب کی سب جو اس پر وحی ہوتی ہے پرلے درجے کی اس کی تعریف ہے جس سے انبیاء کے درجے تک اس کا پہنچ جانا نکلتا ہے'' (تحقیقات دستگیریہ صفحہ 7،احتساب قادیانیت جلد10 صفحہ 452)

پھر قصوری صاحب نے بھی براہین احمدیہ سے وہ آیات اور الہامات نقل کیے جن کی بنیاد پر علماء لدھیانہ نے مرزا کی تکفیر کی تھی۔

یہی وجہ ہے کہ جب قصوری صاحب کے استفتاء کا جواب علماء حرمین شریفین نے دیا تو علماء لدھیانہ کہا کرتے تھے یہ فتویٰ ہمارے فتویٰ کی تصدیق ہے،حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں

''اسی طرح محمد حسین لاہوری نے جب خیال کیا کہ علماء حرمین اور اکثر علماء ہند نے قادیانی کی تکفیر پر مولویان لدھیانیوں کے ساتھ جن کے میں برخلاف ہوں،اتفاق کرلیا تو اب مجھ کو بھی مناسب یہی ہے کہ قادیانی کی امداد سے دستبردار ہوکر اس کی تکفیر پر کمر باندھوں۔''

(فتاویٰ قادریہ صفحہ 29)

’’اسی طرح جیسا ہم نے ۱۰۳۱ ہجری میں مرزا قادیانی کو کافر اور مرتد قرار دیا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس کی صداقت بھی محمد حسین لاہوری وغیرہ کی تحریرات سے ظاہر کر دی جو اس کے اول درجہ کے مددگار تھے۔ اور علماء مکہ معظّمہ نے بھی ہمارے فتویٰ کو صحیح قرار دیا۔‘‘

(فتاویٰ قادریہ صفحہ 31)

ان تمام دلائل سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ علماء لدھیانہ کا فتویٰ اصل اور قصوری صاحب کی کتاب علماء لدھیانہ کے فتویٰ کی نقل تھی۔

حضرت گنگوہی مرزا قادیانی کے مخالف

مولانا فیض احمد اویسی نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف نے مرزا قادیانی کی تکفیر کی ہے، اس کتاب میں ایک دلیل یہ دی گئی ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے مخالفین میں خواجہ صاحب کو شامل کیا ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے بھی مرزا قادیانی کی تکفیر کی تھی حوالہ ملاحظہ فرمائیں

’’حضرت غریب نواز خواجہ غلام فرید کو قادیانی اپنے مخالفین میں سمجھتا اور لکھتا رہا۔۔۔۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ مشائخ بہاولپور نے ہندوستان کے دیگر مشائخ کی طرح مرزا جی کو کافر اور کذاب کہنے میں ناموس شریعت کی حفاظت کا فریضہ ادا کیا ہے نیز مرزا جی کی تکفیر میں مشائخ بہاولپور دوسرے علاقہ جات کے مشائخ سے پیچھے نہیں ہیں‘‘ (خواجہ غلام فرید چاچڑنی اور مرزا قادیانی صفحہ 8،9)

اس حوالہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی ان حضرات کو اپنے مخالفین میں شامل کرتا تھا جو اس کی تکفیر کرتے تھے۔

اب دیکھتے ہیں کہ کیا حضرت گنگوہی کو مرزا نے اپنے مخالفین میں شامل کیا ہے یا نہیں، حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں

’’سو وہ یہ کہ ہمارے مخالف جن میں مولوی رشید احمد بھی داخل ہیں‘‘ (ضمیمہ براہین، خزائن جلد 21 صفحہ 371)

’’بہت سخت مخالف۔۔۔۔ جیسا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی‘‘ (حقیقت الوحی، خزائن جلد 22 صفحہ 239)

’’مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی پیر مہر علی شاہ صاحب ایک تحریری اقرار نامہ بہ ثبت شہادت 50 معزز مسلمانوں کے اخبار کے ذریعے سے شائع کر دیں کہ اگر ایسا نشان جو درحقیقت فوق العادت ہو ظاہر ہو گیا تو ہم حضرت ذوالجلال سے ڈر کر مخالفت چھوڑ دیں گے‘‘
(اربعین نمبر 2، خزائن جلد 17 صفحہ 376)

’’ہمارے سلسلہ کے دشمن۔۔۔۔ رشید احمد۔۔۔‘‘ (نزول المسیح خزائن جلد 18 صفحہ 534)

ان حوالہ جات میں صاف طور پر مرزا قادیانی نے حضرت گنگوہی کو اپنا مخالف لکھا ہے اور اپنے سلسلے کا دشمن کہا ہے، اہل بدعت کے اصول کے مطابق ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے حضرت گنگوہی نے مرزا قادیانی کی تکفیر کی تھی۔

مخالفین کی فہرست

اویسی صاحب کے ہاں تو اگر مرزا قادیانی نے کسی کو اپنے مخالفین کی فہرست میں بھی شامل کیا ہے تو اس سے بھی یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ اس شخص نے مرزا قادیانی کی تکفیر کی ہے۔(ملاحظہ فرمائیں خواجہ غلام فرید چاچڑنی اور مرزا قادیانی صفحہ 8)

مرزا نے حضرت گنگوہی کو بھی اپنے مخالفین کی فہرست میں شامل کیا ہے، حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں

ازالہ اوہام حصہ دوم، خزائن جلد 3 صفحہ 458

سچائی کا اظہار، خزائن جلد 6 صفحہ 81

رسالہ دعوت قوم، خزائن جلد 11 صفحہ 69

سراج منیر، خزائن جلد 12 صفحہ 57

کشف الغطاء، خزائن جلد 14 صفحہ 218

ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، خزائن جلد 17 صفحہ 37

ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، خزائن جلد 17 صفحہ 47

اربعین نمبر 3، خزائن جلد 17 صفحہ 386

ہم نے آپ کے سامنے مرزا قادیانی کی کتب سے 8 حوالے رکھے جن میں وہ حضرت گنگوہی کو اپنے مخالفین کی فہرست میں شامل کرتا ہے، اس سے بڑھ کر ہم نے آپ کے سامنے 4 حوالے رکھے جس میں مرزا قادیانی حضرات گنگوہی کو نام لے کر اپنا مخالف، سخت مخالفت اور اپنے سلسلے کا دشمن کہتا ہے جن سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ اہل بدعت کے اصول کے مطابق حضرت گنگوہی نے مرزا قادیانی کی تکفیر کی تھی۔

انجام آتھم اور حضرت گنگوہی

اویسی صاحب کہتے ہیں ''کہ ''انجام آتھم'' میں خواجہ غلام فرید کو مرزا قادیانی نے اپنے مخالفین میں شامل کیا ہے'' سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مرزا کو کافر کہتے تھے، حوالہ ملاحظہ فرمائیں

''بہر حال حضور فرید الملۃ والدین حضرت خواجہ غلام فرید نے نہ تو مرزا قادیانی کے دعوی نبوت کی تائید کی اور نہ اسے مہدی مانا بلکہ اسے کافر اکفر کہتے تھے انجام اتھم کا حوالہ گزر چکا'' (خواجہ غلام فرید اور مرزا قادیانی صفحہ 11)

مرزا قادیانی نے خواجہ صاحب کا نام اپنے مخالفین کی فہرست میں (صفحہ 71 خزائن جلد 11) پر لکھا ہے اس سے دو صفحات پہلے (صفحہ 69) پر اسی فہرست میں مرزا قادیانی نے حضرت گنگوہی کا نام لکھا ہے۔

اگر اس فہرست میں خواجہ صاحب کا نام آنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب مرزا قادیانی کو کافر کہتے تھے تو اس فہرست میں حضرت گنگوہی کا نام خواجہ صاحب سے پہلے ہے جس سے بدرجہ اولیٰ یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت گنگوہی مرزا قادیانی کو کافر کہتے تھے۔

خواجہ صاحب اور حضرت گنگوہی

اس کتاب ''انجام اتھم''، میں مرزا قادیانی نے حضرت گنگوہی کا دو جگہ پر ذکر کیا ہے

پہلا تو اپنے مخالفین کی فہرست میں حضرت گنگوہی کا نام شامل کیا ہے (دیکھیں انجام آتھم، خزائن جلد 11 صفحہ 69)

دوسرا مکتوب احمد میں حضرت گنگوہی کو عربی میں گالیاں دی ہیں، حضرت کو اندھا شیطان کہا ہے۔

(دیکھیں انجام آتھم، خزائن جلد 11 صفحہ 252)

جبکہ خواجہ غلام فرید کا اس کتاب میں پانچ مقامات پر ذکر آیا ہے، پہلی بار تو خواجہ صاحب کو اپنے مخالفین کی فہرست میں شامل کیا ہے (دیکھیں انجام آتھم، خزائن جلد 11 صفحہ 71)

جبکہ باقی چار مقامات پر خواجہ صاحب کی تعریفیں ہی کی گئی ہیں، ملاحظہ فرمائیں

''میاں غلام فرید پیر نواب بہاولپور ایک صالح اور متقی مرد مشائخ پنجاب میں سے ہیں'' (انجام آتھم، خزائن جلد 11 صفحہ 320)

''مگر یہ خدا کی شان ہے کہ ان ہزاروں میں سے یہ میاں غلام فرید صاحب چاچڑاں والوں نے پرہیز گاری کا نور دکھلایا''

(انجام آتھم، خزائن جلد 11 صفحہ 322)

''اور اس وقت کے سجادہ نشینوں میں سے دو بزرگ اور ہیں جنہوں نے اس عاجز کے مقام اور مرتبہ سے انکار نہیں کیا اور قبول کیا ہے ایک تو

میاں غلام فرید چاچڑاں والے پیر نواب صاحب بہاولپور ہیں''(انجام آتھم ،خزائن جلد 343)
''اور یادرہے کہ صرف یہی نہیں کہ میاں غلام فرید صاحب چاچڑوں والے اور پیر صاحب العلم سندھ والے مصدق ہیں''
(انجام آتھم خزائن جلد 11 صفحہ 344)
خواجہ غلام فرید جن کے بارے میں مرزا قادیانی کہتا ہے کہ وہ میرے مصدق ہیں کو اہل بدعت کہتے ہیں کہ وہ مرزا قادیانی کو کافر کہتے تھے
جبکہ وہ حضرت گنگوہی جن کے بارے میں مرزا قادیانی کہتا ہے کہ انہوں نے
''میری تکذیب کے لیے بہت ہاتھ پیر مارے ہیں''(ضمیمہ براہین ،خزائن جلد 21 صفحہ 371)

کے بارے میں یہ بات ماننے کو تیار نہیں کہ وہ مرزا قادیانی کی تکفیر کرتے تھے ،یہ صرف اور صرف اہلحق سے بغض کی دلیل ہے۔
خواجہ صاحب کے بارے میں اور کچھ کہنے سے مجھے میرا موضوع مانع ہے ہاں مجھے مجبور کیا گیا تو زبان ہم بھی رکھتے ہیں۔

مباہلہ کے مخاطب حضرت گنگوہی

انجام اٰتھم کی وہ فہرست جس میں خواجہ صاحب کا نام ہے جس کی وجہ سے اویسی صاحب کہتے ہیں کہ''اس سے ثابت ہوتا ہے خواجہ صاحب مرزا قادیانی کو کافر کہتے تھے''اصل میں مباہلہ کے مخاطب حضرت کی فہرست ہے(دیکھیں انجام آتھم ،خزائن جلد 11 صفحہ 69)
گویا اگر مرزا قادیانی نے کسی کو مباہلے کے لیے مخاطب بنایا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ مرزا قادیانی کو کافر سمجھتا اور کہتا تھا۔
خواجہ صاحب کو تو ایک بار مرزا قادیانی نے مباہلہ کا مخاطب بنایا ہے جبکہ حضرت گنگوہی کو بار بار مخاطب بنایا گیا ہے۔حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں
سچائی کا اظہار ،خزائن جلد 6 صفحہ 81
انجام آتھم ،خزائن جلد 11 صفحہ 69
تتمہ حقیقت الوحی ،خزائن جلد 22 صفحہ 454

اگر خواجہ غلام فرید کو مرزا قادیانی ایک بار مباہلے کا مخاطب بنائے تو اس سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ مرزے کو کافر کہتے تھے تو حضرت گنگوہی جن کو بار بار مرزے نے مباہلہ کا مخاطب بنایا ہے کے بارے میں یہ ثابت کیوں نہیں ہوتا کہ وہ مرزا قادیانی کو کافر کہتے تھے۔

مرزا قادیانی کا حضرت گنگوہی کی مخالفت کرنا

خواجہ غلام فرید کو تو ایک بار مرزا نے اپنے مخالفین میں شمار کیا لیکن پھر اسی کتاب میں آگے چل کر چار مقامات پر خواجہ صاحب کی تعریفیں کی جبکہ حضرت گنگوہی کی مرزا قادیانی نے ساری زندگی مخالفت کی، حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں

''۔۔۔مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے خرافات کا مجموعہ ہے''۔(ضمیمہ براہین، خزائن جلد 21 صفحہ 371)

''وآخرہم الشیطان الاعمی والغول الاغوی یقال لہ رشید الجحوھی'' (مکتوب احمد، خزائن جلد 11 صفحہ 252)

حضرت گنگوہی کا مرزا کی مخالفت کرنا

حضرت گنگوہی نے بھی ساری زندگی مرزا قادیانی کی مخالفت کی اس کے خلاف اشتہارات شائع کیے اسے کافر دجال اور شیطان کہا۔حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں

''میاں رشید احمد گنگوہی وغیرہ کی ایمانداری پرکھنے کے لیے جنہوں نے اس عاجز کی نسبت کے اشتہار شائع کیا ہے کہ یہ شخص کافر اور دجال اور شیطان ہے اور اس پر لعنت اور سب وشتم کرتے رہنا ثواب کی بات ہے''(انوار الاسلام، خزائن جلد 9 صفحہ 47)

''مولوی رشید احمد گنگوہی اٹھا اور ایک اشتہار میرے مقابل پر نکالا''(نزول مسیح، خزائن جلد 18 صفحہ 409)

''ایسا ہی رشید احمد گنگوہی اپنے اشتہار کے بعد اندھا ہو گیا''(نزول مسیح، خزائن جلد 18 صفحہ 524)

''رشید احمد گنگوہی نے صرف لعنۃ اللہ علی الکاذبین نہیں کہا بلکہ ایک اشتہار میں مجھے شیطان کے نام سے پکارا ہے''
(حقیقت الوحی، خزائن جلد 22 صفحہ 313)

''مولوی رشید احمد نے بھی کفر میں حد کر دی اشتہار دیا کہ اعلانیہ سب وشتم کرو، مرزا مسلمہ ہے، اسود عنسی ہے، کذاب ہے، مفتری ہے، دجال ہے۔(مکتوب احمد جلد 1 صفحہ 455)

حضرت گنگوہی نے اپنے ایک مکتوب میں لکھا ہے

''مرزا قادیانی حسب وعدہ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم دجال کذاب پیدا ہوا ہے مثل مختار کے .... اب مدعی نبوت در پردہ ہو کر مضل خلق ہوا .... ہرگز اس کے ناحق اور اہل باطل ہونے میں تامل نہ فرمائیں۔ (مفاوضات رشیدہ صفحہ 36)

مرزا قادیانی گمراہ ہے اس کے مرید بھی گمراہ ہیں۔ (تذکرۃ الرشید صفحہ 140)

ان تمام حوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت گنگوہی ساری زندگی مرزا قادیانی کی مخالفت کرتے رہے خود مرزا بھی اس بات کا اعتراف کرتا ہے جیسے چار حوالے مرزے کے قلم سے ہی ہم نے اپ کے سامنے رکھ دیا۔اب بقول اویسی صاحب

''قادیانی کی اپنی زبانی تائید کے مقابلے میں مولوی رکن الدین کی تحریر کا کیا اعتبار'' (خواجہ غلام فرید اور مرزا قادیانی صفحہ 9)

قادیانی کی اپنی زبانی تائید کے مقابلے میں اہل بدعت کی بات کا کیا اعتبار۔

حضرت گنگوہی اور علماء لدھیانہ کے فتویٰ کی تصدیق

1301 ہجری میں علمائے لدھیانہ نے سب سے پہلے مرزا قادیانی کی تکفیر کی، ابتدا میں حضرت گنگوہی نے تکفیر سے گریز کیا لیکن جب ان حضرات نے جلسہ دستار بندی دارالعلوم دیوبند جا کر حضرت کے سامنے حقیقت حال رکھی تو حضرت نے تحقیق کرنے کے بعد ان حضرات کے اس فتویٰ کی تصدیق فرمادی، حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں

''حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے صرف فتویٰ پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ علماء الدھیانہ اور دیگر علماء کرام کو حکم دیا کہ وہ ہر محاذ پر شریعت اسلامیہ کی روشنی میں جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف جہاد کریں'' (قادیانیت، مفتی جمیل خان شہید، صفحہ 74)

''جب مرزا قادیانی کے حالات حضرت پر کھلے تو آپ نے بھی اس پر کفر کا فتوی دیا اور قادیانی کی تکفیر میں علمائے لدھیانہ سے اتفاق فرمایا'' (فتوی تکفیر، حبیب الرحمٰن لدھیانوی صفحہ 88)

''جن علماء نے وقتی طور پر اس فتویٰ سے اتفاق نہیں کیا تھا بالآخر انہیں بھی تکفیر مرزا کے فتویٰ کی تصدیق کرنی پڑی۔۔۔۔۔۔اس اجلاس میں سخت بحث و مباحثہ کے بعد علماء لدھیانہ کے اس تحقیقی فتویٰ پر سبھی علماء کو اتفاق کرنا پڑا حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے بھی اس فتویٰ سے پورا پورا اتفاق کیا'' (ماہنامہ الحق، مئی 1980، صفحہ 46، حبیب الرحمٰن لدھیانوی)

''چنانچہ مولانا شاہ عبدالرحیم کی پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور تمام دوسرے اکابر امت جو قادیانی کی

تکفیر سے پہلو تہی کرتے اور لوگوں کو اس سے منع کرتے تھے ائندہ چل کر اس کو مرتد اور خارج از اسلام قرار دینے لگے۔''
(رائیس قادیان صفحہ 381)

ان تمام شہادتوں کے بعد حضرت گنگوہی کی اپنی تصدیق ملاحظہ فرمائیں۔
''مرزا قادیانی ضال اور مضل اور فرقہائے مبتدعہ واہل اہواء ہے۔۔۔اور جو لوگ اس کی تکفیر کرتے ہیں وہ بھی حق پر ہیں۔''
(باقیات فتویٰ رشیدیہ صفحہ 37،38)
اس حوالہ سے ثابت ہو گیا کہ حضرت گنگوہی نے علماء لدھیانہ کے فتویٰ تکفیر کی تصدیق کر دی تھی۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

بعض اہل بدعت یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت گنگوہی نے قادیانیوں کو اہل اہواء لکھا ہے جو کافر نہیں ہوتے وغیرہ۔۔۔
تو گزارش یہ ہے کہ اہل اہواء ہر نفس پرست کو کہتے ہیں۔اس سے مراد فاسق اہل بدعت بھی ہو سکتے ہیں اور اسلام کا دعویٰ کرنے والے کافر اہل بدعت بھی،قاموس الفقہ میں لکھا ہے۔۔۔

'' پھر ان (اہل ہوی) میں سے بعض تو وہ ہیں کہ فقہاء نے ان کے کفر کا فتوی دیا ہے ایسے لوگوں کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے جو کفار اور مرتدین کے بارے میں کیا جاتا ہے جیسے مشبہ،قدریہ،جبریہ وغیرہ ''(قاموس الفقہ جلد 2 صفحہ 258)
حوالہ سے معلوم ہوا کہ اہل اہواء کا اطلاق ان اہل بدعت پر بھی ہوتا ہے جن کی بدعت عقائد میں ہے اور جس کی وجہ سے وہ کافر اور مرتد ہیں۔
چور کو اس کے گھر تک پہنچانے کے لیے مولوی احمد رضا کے فتاویٰ رضویہ سے حوالہ ملاحظہ فرمائے
''کیونکہ اہل ہوا میں سے جن کو کافر قرار دیا گیا ہو وہ مرتد کی طرح ہیں'' (فتاوی رضویہ جلد 11 صفحہ 438)
ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ حضرت کا قادیانی کو اہل ہوا کہنا ان کی تکفیر سے انکار نہیں۔

حضرت گنگوہی اور شیخ بٹالوی والے فتویٰ کی تصدیق

شیخ بٹالوی نے ایک استفتاء تیار کر کے میاں نزیر حسین دہلوی صاحب سے مرزا قادیانی کی تکفیر کا فتویٰ لیا اور اس فتوی کو پورے ہندوستان کے بڑے بڑے علماء کی خدمت میں تصدیق حاصل کرنے کے لیے بھیجا، اس فتویٰ پر حضرت گنگوہی کی بھی تصدیق موجود ہے۔

اس فتویٰ میں جابجا مرزا قادیانی کو کافر قرار دیا گیا ہے، حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں

''(قادیانی کا) مذہب اسلام نہیں ہوسکتا'' (صفحہ 46)

''(مرزا تاثیر کوکب کا قائل ہے) اور اعتقاد تاثیر کوکب کو قران تشریف نے اشارتا اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتا کفر قرار دیا ہے'' (صفحہ،52,49)

''بااین ہمہ وہ اس تاثیر کے اعتقاد کے سبب کافر سمجھے گئے ہیں تو قادیانی کو کیونکر نہ سمجھا جاوے'' (صفحہ 55)

''قادیانی اور ان کے گروہ کی وہ تاویلات جو درباب نزول حضرت عیسی اور معجزات مسیح وخروج دجال و یاجوج و ماجوج ولیلۃ القدر وسجود ادم وغیرہ میں وہ کرتے ہیں نصوص کی تحریف والحاد ہے'' (صفحہ 58)

''اس بیان سے ثابت ہوا کہ ان احادیث نزول حضرت مسیح وخروج دجال و یاجوج و ماجوج میں قادیانی اور اس کے اتباع کی تاویل ملحدانہ تحریف ہے'' (صفحہ 68)

''(مرزا نے) کذب وتلبیس سے خوب کام لیا ہے اور اس سے اپنا دجال ہونا ثابت کر دیا ہے'' (صفحہ 69)

''قادیانی کا بطور استعارہ ابن اللہ کہلانے کو تجویز کرنا پوری عیسائیت ہے'' (صفحہ 72)

''(مرزے کا) نبوت جزئی کے دروازہ کو مفتوح کرنا ان نصوص قران وحدیث سے انکار ہے جو مطلق نبوت کو ختم کرتے ہیں'' (صفحہ 73)

''قادیانی کے عقائد کفریہ ہیں'' (صفحہ 81)

''قادیانی نے نص قران کا انکار کیا ہے'' (صفحہ 83,82?)

''مرزا قادیانی عقائد اور اقوال مذکورہ کی نظر سے دائرہ اسلام اور تسنن سے خارج ہے'' (صفحہ 86)

اس فتوی پر حضرت اقدس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کی تصدیق ہے، آپ فرماتے ہیں

''یہ جواب صحیح ہے مرزا غلام احمد قادیانی بوجہ تاویلات فاسدہ اور ہفوات باطلہ کے منجملہ دجالون، کذابون، خارج از طریقہ اہل سنت وداخل زمرہ اہل اہوا ہے اور اس کے اتباع بھی مثل اس کے ہیں۔ فقط واللہ تعالی اعلم

العبد رشید احمد گنگوہی

(صفحہ 154)

حضرت گنگوہی کا تکفیر مرزا پر اپنا فتویٰ

حضرت نے خود بھی مرزا قادیانی کی تکفیر کی حوالہ جات، ملاحظہ فرمائیں

مرزا قادیانی خود کہتا ہے

''میاں رشید احمد گنگوہی وغیرہ کی ایمانداری پرکھنے کے لیے جنہوں نے اس عاجز کی نسبت یہ اشتہار شائع کیا ہے کہ یہ شخص کافر اور دجال اور شیطان ہے اور اس پر لعنت اور سب وشتم کرتے رہنا ثواب ہے'' (انوار الاسلام، خزائن جلد 9 صفحہ 47)

مرزا قادیانی خود کہتا ہے کہ مجھ پر حضرت گنگوہی نے کفر کا فتوی لگایا اور بقول اویسی
''قادیانی کی اپنی زبانی تائید کے مقابلہ میں مولوی رکن الدین کی تحریر کا کیا اعتبار'' (خواجہ غلام فرید اور مرزا قادیانی صفحہ 9)
حضرت گنگوہی نے بھی اس فتویٰ کی طرف اپنے ایک مکتوب میں اشارہ فرمایا ہے
''بندہ نے بھی اس باب میں فتویٰ لکھا ہے'' (مفاوضات رشیدیہ صفحہ 36)
حضرت گنگوہی بھی کہتے ہیں میں نے فتویٰ دیا مرزا قادیانی بھی کہتا ہے حضرت گنگوہی نے میرے بارے میں فتویٰ دیا ہے، اس کے بعد نہ ماننے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

گھر والا ہی جانتا ہے کہ اس کے گھر میں کیا ہے

اکابر اہل سنت والجماعت نے بھی اس فتوے کا ذکر فرمایا ہے، حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں
''حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور تمام دوسرے اکابرین امت جو قادیانی کی تکفیر سے پہلو تہی کرتے اور لوگوں کو اس سے منع کرتے تھے ائندہ چل کر اس کو مرتد اور خارج از اسلام قرار دینے لگے'' (رائیس قادیان صفحہ 381)
''اس کے بعد حضرت گنگوہی نے مرزا قادیانی کو مرتد زندیق اور خارج اسلام قرار دیا'' (ماہنامہ دارالعلوم دیوبند کا ختم نبوت نمبر صفحہ 18)
''امام ربانی قطب عالم مولانا رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں مرزا قادیانی کافر، دجال اور شیطان ہے''
(خطبہ صدارت، حضرت مولانا سید اسد مدنی، صفحہ 13)

’’حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی احتیاط کی تمام منزلوں سے گزر کر مرزا غلام احمد قادیانی پر حتمی کفر کا فتویٰ دے چکے تھے‘‘
(مقدمہ ڈاکٹر علامہ خالد محمود بر خطبہ صدارت صفحہ 5)
’’حضرت گنگوہی مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق مفصل معلومات نہ ہونے کی بنا پر فتویٰ دینے میں معذبذب تھے لیکن جب حقیقت اشکار ہوئی تو کفر کا فتوی لگا دیا‘‘ (فتوے تکفیر، حبیب الرحمٰن لدھیانوی صفحہ 87)
’’لیکن جب حضرت گنگوہی پر مرزا قادیانی کا خبث باطن اشکار ہوا تو پھر مرزے کی تکفیر میں کوئی رو رعایت نہیں کی‘‘۔
(فتوے تکفیر، حبیب الرحمٰن لدھیانوی صفحہ 87)
’’جب مرزا قادیانی کے حالات حضرت پر کھلے تو آپ نے بھی اس پر کفر کا فتوی دیا‘‘ (فتوے تکفیر، حبیب الرحمٰن لدھیانوی صفحہ 88)
اسی طرح ترجمان رشید بلکہ ترجمان مسلک دیوبند حضرت اقدس حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے بھی اس فتویٰ کا تذکرہ اپنی کتاب المہند میں کیا ہے۔ حضرت لکھتے ہیں
’’قادیانی کے کفر کے بارے میں ہمارے شیخ مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ طبع ہو کر معروف ہو چکا ہے جو کہ کئی لوگوں کے پاس موجود بھی ہے‘‘ (المہند صفحہ 128)
یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ اس دور کے اہل بدعت بھی اس سے انکار نہیں کر سکے۔

مولوی حشمت علی رضوی اسی عبارت کے جواب میں لکھتا ہے
’’میں کہتا ہوں یہ سب ٹھیک ہے بے شک دیوبندیوں نے مرزا قادیانی پر کفر کے فتوے دیے اور وہ چھپ کر شائع بھی ہو گئے‘‘
(رادالمہند صفحہ 103)
اسی طرح اجمل سنبھلی لکھتا ہے

’’اکابر وہابیہ مولوی رشید احمد گنگوہی مولوی اشرف علی تھانوی مولوی قاسم نانوتوی وغیرہم کہ حق میں کیا کہیں گے جو روافض خوارج قادیانیوں وغیرہ کی تضلیل وتذلیل وتکفیر کرتے ہیں‘‘ (ردسیف یمانی صفحہ 22)

ان تمام حوالہ جات سے ثابت ہو گیا حضرت اقدس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے مرزا قادیانی کے اوپر کفر کا فتویٰ جاری فرمایا تھا اور وہ شائع بھی ہوا۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اہل بدعت کہتے ہیں کہ اگر حضرت گنگوہی نے مرزا قادیانی کی تکفیر کی تھی تو حضرت کا وہ فتویٰ کہاں ہے تو جواباً عرض ہے کہ ہمارے حضرت جنگ آزادی کی ہیرو تھے، 1857 کی جنگ آزادی میں ہمارے حضرت نے خود شاملی کے میدان میں انگریز کا مقابلہ کیا جس کی وجہ سے انگریز حضرت کا مخالف تھا، حکومت وقت کی مخالفت کی وجہ سے ہمارے پاس وہ وسائل نہیں تھے کہ ہر ہر تحریر کو بڑی تعداد میں شائع اور محفوظ کیا جا سکے، آج کی تاریخ میں بھی آپ دیکھ لیں حکومت جس کی مخالف ہو جاتی ہے اس کی زبان بندی کے کون کون سے طریقے اختیار کیے جاتے ہیں، لوگ بھی ایسے شخص کے پاس آنے سے گریز کرتے ہیں۔ اب تصور کریں انگریز جیسے ظالم کی حکومت ہو تو کیا وہ اپنے مخالف حضرت گنگوہی جیسے باثر رہنما کے اس فتویٰ کو جو انہوں نے انگریز کے خود کاشتہ پودا کے بارے میں جاری کیا تھا کو عوام سے دور رکھنے کی کوشش نہیں کرتے ہوں گے۔ ویسے بھی کسی تحریر یا کتاب کا آج کے دور میں نہ ملنا اس کے نہ ہونے کی دلیل نہیں ہوتا۔

ممتاز احمد چشتی نے اپنی کتاب ''قدم الشیخ عبدالقادر علی رقاب الاولیاء الاکابر'' کے صفحہ 275 پر ایک عنوان باندھا ہے ''کسی کتاب کا نہ ملنا اس کے نہ ہونے کی دلیل نہیں'' اس کے بعد اس بات کو ثابت کرنے کے لیے دلائل دیے ہیں۔

اسی طرح دعوت اسلامی والوں نے امام برہان الدین ابراہیم زرنوجی کی کتاب ''تعلیم المتعلم طریق التعلم'' کو اردو میں ''راہ علم'' کے نام سے شائع کیا ہے اس میں حضرت نے شہید ناصر الدین ابوالقاسم کی کتاب ''کتاب الاخلاق'' کا ذکر کیا ہے، دعوت اسلامی والوں نے حاشیہ میں لکھا ہے۔

''مصنف کی ذکر کرتا کتاب ''کتاب الاخلاق'' آج کل ناپید ہے۔'' (راہ علم صفحہ 14)

اب کوئی اٹھ کر یہ کہے کتاب الاخلاق چونکہ آج کل موجود نہیں ہے جس سے ثابت ہوتا ہے یہ کتاب لکھی ہی نہیں گئی تو اس کا یہ دعویٰ درست نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر ہمارے پاس آج حضرت گنگوہی کا تکفیر مرزا قادیانی کا وہ فتویٰ موجود نہیں تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت نے وہ فتویٰ دیا ہی نہیں تھا، فریقین یہ بات مانتے ہیں کہ وہ فتویٰ دیا گیا، حضرت گنگوہی نے اس فتویٰ کا تذکرہ فرمایا، حضرت کے ترجمان حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری سے لے کر ڈاکٹر علامہ خالد محمود تک سبھی وارثین گنگوہی نے اس فتویٰ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اسی طرح جس پر یہ فتویٰ لگایا گیا یعنی مرزا قادیانی وہ بھی اس فتویٰ کا تذکرہ اپنی کتب میں کرتا ہے۔ حتیٰ کہ اس دور کے اہل بدعت بھی اس فتوے کا وجود مانتے ہیں، ان تمام شواہد کے باوجود یہ کہنا کہ حضرت نے فتویٰ دیا ہی نہیں صرف اور صرف اندرونی بغض وعناد ہے۔

اہل بدعت سے ایک سوال

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ ہمارے حضرت نے مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ جاری فرمایا تھا تو اہل بدعت کا ہم پر اعتراض باقی نہیں رہا، اب ہمارا ان سے سوال ہے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی جن کی تمام کتب آپ حضرات کے پاس محفوظ ہیں ان میں سے ہمیں پیر صاحب کا مرزا قادیانی اور قادیانی حضرات پر واضح الفاظ میں کفر کا فتویٰ دکھا دیں۔

واضح رہے کہ پیر صاحب کی اپنی تحریر ہو اور اس میں واضح الفاظ میں مرزا قادیانی کو کافر کہا گیا ہو۔ اور اگر یہ فتوی نہ ملے تو کیا اہل بدعت جو گندے زبان حضرت گنگوہی کے حق میں استعمال کرتے ہیں پیر صاحب کے بارے میں بھی استعمال کریں گے؟

اہل بدعت کے ہاں حضرت گنگوہی مرزا قادیانی پر کفر کا فتوی دینے کے بعد بھی مرزا قادیانی کے مخالف نہیں اور وہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی جن کا مرزا قادیانی کے خلاف واضح الفاظ میں نہ تو کفر کا فتویٰ ہے اور نہ ہی علماء لدھیانہ، مولانا قصوری یا شیخ بٹالوی مرحوم والے فتویٰ کفر پر ان کی تصدیق ہے مخالف مرزا ہیں۔

ایک اور انداز سے

حضرت گنگوہی نے فتاوی رشیدیہ میں ارشاد فرمایا وہ اہل اہواء جن کی نوبت کفر تک پہنچ گئی ہیں ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، عبارت ملاحظہ فرمائیں

’’ہر مسلمان کے پیچھے جس کے معاصی کفر تک نہ پہنچے ہوں نماز ہو جاتی ہے مگر اجر و ثواب بہت کم ہوتا ہے اور جس کی نوبت کفر تک پہنچ گئی ہو اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی‘‘ (فتاوی رشیدیہ صفحہ 654)

مرزا قادیانی کا بیٹا قادیانی کا دوسرا خلیفہ بشیر الدین محمود احمد ’’انوار العلوم‘‘ میں دو مقامات پر حضرت گنگوہی کا وہ فتویٰ جو کتاب ’’شرعی فیصلہ‘‘ میں درج ہے نقل کرتا ہے جس میں حضرت نے مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والوں کے پیچھے نماز پڑھنے کو حرام قرار دیا ہے، عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

’’مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے فتویٰ دیا

اس کو اور اس کے اتباع کو امام بنانا حرام ہے‘‘ (شرعی فیصلہ صفحہ 31 بحوالہ انوار العلوم جلد 23 صفحہ 368 و انوار العلوم جلد 24 صفحہ 38)

ان حوالہ جات سے ثابت ہوا حضرت گنگوہی مرزا قادیانی اور قادیانی حضرات کو کافر سمجھتے تھے۔

سارے گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت گنگوہی نے ساری زندگی مرزا قادیانی کی مخالفت کی، اس کے خلاف اشتہارات شائع کیے، اسے کافر، دجال اور شیطان کہا، لوگوں کو اس کے کفر سے بچانے کے لیے اس سے دور رہنے کی تلقین کی ساتھ ہی اپنے خلفاء کو خطوط لکھ کر اس فتنے سے اگاہ فرمایا۔

مرزا قادیانی نے بھی ساری زندگی حضرت کو گالیاں دی اور حضرت کی توہین کی

علمائے لدھیانہ کا فتویٰ جب مرزا قادیانی کے کفر پر شائع ہوا تو حضرت نے تحقیق کے بعد اس فتویٰ کی تصدیق فرمادی، اس کے بعد جب میاں نزیر حسین دہلوی کا فتویٰ شائع ہوا حضرت نے اس کی بھی تصدیق فرمادی۔ نہ صرف ان فتاویٰ کی تصدیق کی بلکہ خود بھی ایک فتویٰ مرزے کے کفر پر جاری فرمایا۔

برات حضرت گنگوہی

اہل بدعت کی جانب سے حضرت گنگوہی پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت نے مرزا قادیانی کو ''مرد صالح'' قرار دیا اور تاثر یہ دیا جاتا ہے کہ حضرت کا مرتے دم تک یہی نظریہ تھا۔ معاذ اللہ
جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت گنگوہی نے بعض لدھیانوی حضرات جو مرزا قادیانی سے مرغوب تھے کی گواہی پر یہ الفاظ لکھے لیکن اسی سال جب حقیقت واضح ہوئی تو اس کے کفر کے فتویٰ کی تصدیق فرمادی۔

مرزا قادیانی کے ابتدائی حالات

یہ ایک حقیقت ہے کہ مرزا قادیانی پیدائشی کافر اور مرتد نہیں تھا، تدریجاً اس نے گمراہی اختیار کی اور وہ کفر تک جا پہنچی، اس بات کو سمجھنے کے لیے کچھ حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں

مولوی امین کتاب ''عقیدہ ختم نبوۃ'' کے مقدمہ میں لکھتا ہے۔

''دجال مرزا نے 1880 سے 1908 تک بتدریج دعوے کیے پہلے محدث، ملہم، مجدد، مسیح موعود، مہدی پھر نبی ورسول ہونے کا دعوی کیا''
(عقیدہ ختم نبوۃ جلد 1 صفحہ 56)
اسی طرح آگے لکھتا ہے
''واضح رہے مرزا قادیانی نے ابتداء اپنے آپ کو ادیان باطلہ کے مقابل ایک مناظر اور اسلام کے محافظ کے طور پر متعارف کروایا اور مسیحی پادریوں اور آریہ ساجیوں سے ہلکے پھلکے مباحثے بھی کیے جن کی بہت زیادہ تشہیر کی جس کے بعد مرزا نے اعلان کیا کہ وہ حقانیت اسلام پر ایک بہت ضخیم کتاب براہین احمدیہ شائع کرنا چاہتا ہے۔'' (عقیدہ ختم نبوۃ جلد 1 صفحہ 65)
مہر منیر میں تو یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ مرزا قادیانی ابتدائی دور میں ''صحیح العقیدہ بریلوی'' تھا حوالہ ملاحظہ فرمائیں
''اس وقت (سرمہ چشمہ آریہ کتاب کی تصنیف یعنی دسمبر 1886) تک مرزا صاحب کے عقائد وہی تھے جو ایک صحیح عقیدہ سنی مسلمان کے ہونے چاہیئے'' (مہر منیر صفحہ 166)

علماء لدھیانہ کا فتویٰ

اسی دور میں جب مرزا قادیانی کی کتاب براہین احمدیہ منظر عام پر آئی تو علماء اہل سنت والجماعت علماء لدھیانہ نے 1301 ہجری میں مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ جاری فرما دیا۔
اس کی تفصیل آپ پہلے دیکھ چکے ہیں۔

لدھیانویوں کا حضرت گنگوہی کو خط لکھنا

مولانا فیض احمد فیض جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف مصنف ''مہر منیر'' نے جس طرح مرزا قادیانی سے مرغوب ہو کر اسے 1886 تک ''صحیح العقیدہ سنی'' مانا اسی طرح بعض لدھیانوی بھی مرزا قادیانی کے مخالفین السلام کے ساتھ مناظرے اور خدمت اسلام کے دعوے سے مرغوب ہو گئے اور اس کی تعریفوں میں مبالغہ کرنے لگے۔
''منشی احمد جان نے معہ مولوی شاہدین وعبدالقادر ایک مجمع میں جو واسطے اہتمام مدرسہ اسلامیہ کے اوپر مکان شہزادہ سفر جنگ صاحب کے تھا، بیان کیا کہ الصباح مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اس شہر لدھیانہ میں تشریف لائیں گے اور اس کی تعریف میں نہایت مبالغہ کر کے کہا کہ

جوشخص اس پر ایمان لائے گا گویا اول مسلمان ہوگا''(فتاویٰ قادریہ صفحہ 7)
اتفاق سے ان میں سے بعض لوگ حضرت گنگوہی کے بھی مرید تھے(دیکھیں رائیس قادیان صفحہ 372)
علمائے لدھیانہ نے مرزا قادیانی کی آمد کے بعد کتاب براہین احمدیہ کو دیکھا اور اس کے حالات سے واقفیت کی تو اس کی تکفیر کا فتویٰ جاری فرمادیا۔(تفصیلات مولانا قصوری کے فتویٰ کی حقیقت میں دیکھیں)
وہ لدھیانوی جو حضرت گنگوہی کے مرید بھی تھے انہوں نے اس فتویٰ کو حضرت کی خدمت میں پیش کیا، چونکہ خود مرزا قادیانی سے متاثر تھے اور اس کی تعریف میں مبالغہ کرتے تھے حضرت کو بھی اسی رنگ میں اس کے حالات بیان کیے۔
حضرت نے ان حضرات کی گواہی کی بنیاد پر حسن ظن رکھتے ہوئے علمائے لدھیانہ کو تکفیر مرزا سے روکا اور ان کی گواہی کی بنیاد پر اسے اپنے ایک خط میں مرد صالح کہا اور یہ خط دونوں فریقین علماء لدھیانہ اور وہ لدھیانوی حضرات جنہوں نے اس فتویٰ کے بارے میں سوال کیا تھا بھیج دیا۔(دیکھیں رائیس قادیان صفحہ 372)
یادرہے اس وقت تک حضرت نے نہ تو براہین احمدیہ خود پڑھی تھی اور نہ مرزا قادیانی کے حالات سے خود واقف تھے،
(دیکھیں رائیس قادیان صفحہ 380)

دارلعلوم دیوبند کا علماء لدھیانہ کو تکفیر مرزا سے نہ روکنے کا فیصلہ

اسی سال 1301 ہجری میں علمائے لدھیانہ جلسہ دستار بندی دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور مرزا قادیانی کے حالات زبانی بیان کیے۔
(رائیس قادیان صفحہ 379،فتاویٰ قادریہ صفحہ 25)
حضرت گنگوہی نے فرمایا کہ مولانا یعقوب نانوتوی ہم سب میں بڑے ہیں جو وہ فیصلہ کردے مجھے منظور ہے۔
(فتاویٰ قادریہ صفحہ 26،رائیس قادیان صفحہ 380)

مولانا یعقوب نانوتوی نے فیصلہ فرمایا

''چونکہ آپ قریب الوطن ہونے کی وجہ سے اس کے تمام حالات سے بخوبی واقف ہیں اس کی تکفیر سے منع نہیں کرتا۔اس کے علاوہ اپ نے اس شخص کی کتاب براہین احمدیہ پڑھی ہے اور میں نے اور مولانا گنگوہی نے اس کا مطالعہ نہیں کیا۔''(رائیس قادیان صفحہ 380،379)

دیکھیں جب علماء لدھیانہ نے مرزا قادیانی کے حالات بیان کر دیے تو مرد صالح والی بات بہت پیچھے رہ گئی، حضرت گنگوہی اور حضرت مولانا یعقوب نانوتوی تو مرزا قادیانی کی تکفیر کرنے والوں کو بھی نہیں روک رہے، اس کے باوجود یہ اعتراض کرنا کہ حضرت گنگوہی، مرزا کو مرد صالح مانتے تھے کس قدر دجل ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ جس کتاب فتاویٰ قادریہ سے مرد صالح والی بات پیش کی جاتی ہے اسی کتاب میں آگے جا کر لکھا ہے کہ حضرت گنگوہی مرزا قادیانی کو اہل اہوا اور اہل بدعت میں کہتے ہیں (دیکھیں فتاویٰ قادریہ صفحہ 140)

حضرت گنگوہی کا علماء لدھیانہ کے فتویٰ کی تصدیق کرنا

جلسہ دستار بندی میں چونکہ حضرت گنگوہی کے سامنے دو مؤقف تھے اس لیے اس وقت فل فور حضرت نے خود مرزا کی تکفیر نہیں کی مگر علماء لدھیانہ کو اس سے روکا بھی نہیں، جب یہ حضرات واپس چلے گئے اور حضرت نے اس بارے میں تحقیق کی تو علماء لدھیانہ کے فتویٰ کی تصدیق کر دی۔ یہ بات پہلے گزر چکی ہے۔

اہل بدعت سے کچھ سوالات

فیض احمد فیض جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف

اب اہل بدعت سے سوال ہے کہ حضرت گنگوہی نے تو اسی سال جلسہ دستار بندی دار العلوم دیوبند میں مرزے کے حالات سامنے آنے اور خود تحقیق کے بعد مرزے کے کفر والے فتویٰ کی تصدیق کر دی، لدھیانوی حضرات نے بھی اسے گمراہ مان لیا لیکن مرزے کے مرنے کی بعد بھی مولانا فیض احمد فیض جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف والے اس دور کے مرزا قادیانی کو صحیح العقیدہ بریلوی مانتے ہیں ان پر کیا حکم لگے گا؟
علمائے لدھیانہ تو مرزا قادیانی کو اس کے اقوال اور کتاب براہین احمدیہ کی وجہ سے کافر کہتے ہیں لیکن مولانا فیض احمد فیض جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف والے مرزا قادیانی کو کتاب سرمہ چشم آریہ تک ''صحیح العقیدہ سنی مسلمان'' مانتے ہیں۔ حوالہ پہلے گزر چکا۔

پیر مہر علی شاہ گولڑوی

اسی طرح مرزا قادیانی نے جب مسیح موعود اور مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا تو اس کے ایک مرید نے حضرت پیر صاحب گولڑوی کو دعوت نامہ بھیجا۔

’’حضرت نے جواب میں لکھوایا کہ میں آپ کو مسیح موعوداور مامور من اللہ نہیں مانتا اپ اپنی توجہ حسب ثابت غیر مسلموں کے ساتھ مناظرات اور تبلیغ اسلام پر مرکوز رکھیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔‘‘ (مہر منیر صفحہ 206)

ہماری تحقیق کے مطابق مرزا قادیانی نے مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ 1891 میں اپنی کتاب ازالہ اوہام میں کیا تھا

’’اسلام کے ضعف، غربت اور تنہائی کے وقت میں خدا تعالی نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے‘‘ (ازالہ اوہام، خزائن جلد 3 صفحہ 514)

اور مسیح موعود ہونے کا دعوی 1894 میں اتمام حجت نامی کتاب میں کیا۔

’’خدا نے مجھے بشارت دی ہے اور کہا ہے کہ وہ مسیح موعوداور مہدی مسعود جس کا انتظار کرتے ہیں وہ تو ہے‘‘

(اتمام حجت خزائن جلد 8 صفحہ 275)

تو مہر منیر کے اس حوالے سے ثابت ہوا کہ حضرت پیر صاحب گولڑوی مرزا قادیانی کو 1894 تک ’’مناظر اسلام‘‘ اور ’’مبلغ اسلام‘‘ سمجھے تھے۔

حضرت گنگوہی جنہوں نے 1301 ہجری یعنی 1884 میں ہی علماء لدھیانہ کے فتویٰ تکفیر مرزا کی تصدیق فرمادی تھی، پر شدید اعتراض اور زبان درازی کی جاتی ہے جبکہ پیر صاحب گولڑوی اسی مرزا کو 1894 تک (جسے حضرت گنگوہی کافر سمجھتے تھے) مناظرہ اسلام اور مبلغ اسلام کہتے ہیں ان پر کوئی اعتراض نہیں؟

پیر صاحب آگے چل کر کہتے ہیں

’’میری توجہ ان حقائق ومعارف کی طرف دلائی گئی تھی جو تالیف مثل ’’ازالہ اوہام‘‘، ’’دافع الوساوس‘‘ اور ’’ایام صلح‘‘ میں مدرج ہیں، مگر میں علماء کرام کو ان کی لعن طعن سے بدیں وجہ روکتا رہا کہ خلاف شعار اسلام ہے۔ (مہر منیر صفحہ 523)

حضرت گنگوہی نے 1884 میں مرزا قادیانی سے مرغوب کچھ حضرات کی گواہی کی بنیاد پر علماء لدھیانہ کو تکفیر مرزا سے روکا لیکن جب حالات واضح ہو گئے تو اسی سال تکفیر سے اتفاق کر لیا جبکہ دوسری طرف پیر صاحب گولڑوی ہیں جو 1899 تک علماء کو مرزا قادیانی کے رد سے روکتے رہے۔

’’ایام الصلح‘‘، جنوری 1899 میں لکھی گئی تھی، حضرت پیر صاحب گولڑوی 1899 تک علماء کو مرزا قادیانی کا رد کرنے سے روکتے رہے اور مرزا کا رد کرنے کو شعار اسلام کی مخالفت قرار دیتے رہے۔ پھر بھی اعتراض حضرت گنگوہی پر ہے پیر صاحب پر کوئی اعتراض نہیں۔

خواجہ اللہ بخش تونسوی

خواجہ اللہ بخش تونسوی یہ وہ ہستی ہیں جب پیر صاحب گولڑوی نے مرزے قادیانی کے ساتھ مناظرہ کی حامی بھری تو انہوں نے پیر صاحب کو روکا اور ''اعتراض'' کیا۔(مہر منیر صفحہ 305)

تو کیا اہل بدعت خواجہ اللہ بخش تونسوی پر کوئی اعتراض نہیں کریں گے؟
پیر صاحب گولڑوی نے جب مناظرہ وغیرہ کے چیلنج قبول کیے اس دور میں مرزا قادیانی کا کفر کھل چکا تھا، خواجہ اللہ بخش تونسوی کا اس دور میں پیر صاحب گولڑوی کو مناظرہ سے روکا اس پر کیا حکم لگے گا؟
نیز اہل بدعت ہمیں خواجہ اللہ بخش تونسوی کا فتویٰ دکھائیں جس میں انہوں نے مرزا قادیانی کی تکفیر کی ہو۔

خواجہ حسن نظامی

خواجہ حسن نظامی جو پیر صاحب گولڑوی کے مرید تھے

''ابتداء قادیانیوں کے حق میں نرم خیالی کے باعث علماء میں معتوب تھے''(مہر منیر صفحہ 293)
''مگر بالآخر 17 جون 1935 کے پرچہ میں اعلان کیا کہ میرے پیر و مرشد حضرت سید مہر علی شاہ چشتی نظامی سجادہ نشین گولڑہ شریف کا ایک بیان میری نظر سے گزرا اس میں حضرت اقدس نے ایک فیصلہ کن حکم صادر فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ قادیانی اپنے عقائد مخصوصہ کے سبب مسلمان نہیں کہلا سکتے اس واسطے سے کسی مسلمان کو ان سے کسی قسم کا تعلق جائز نہیں''(مہر منیر صفحہ 293)
یہ الگ بات ہے کہ پیر صاحب گولڑوی کا فتویٰ، تکفیر قادیانی کے حوالے سے ابھی تک ہمیں نہیں مل سکا نہ حضرت کے ان فتاوجات پر دستخط ہیں جو تکفیر قادیانی پر شائع ہوئے تھے مثلاً علماء لدھیانہ کا فتویٰ، علماء حرمین کا فتویٰ یا شیخ بٹالوی والا فتویٰ۔
ہمارے کرم فرماؤ میں اگر کوئی شخص حضرت پیر صاحب گولڑوی کا وہ فتویٰ جس میں پیر صاحب گولڑوی نے واضح الفاظ میں مرزا قادیانی کی تکفیر کی ہو یا قادیانی حضرات کو کافر کہا ہو پیش کرے تو ہم بخوشی قبول کرنے کو تیار ہیں کہ حضرت نے مرزا قادیانی کی تکفیر کی ہے۔
بہر حال حوالہ سے ثابت ہوا خواجہ حسن نظامی 1935 تک یعنی مرزا قادیانی کی موت کے 27 سال بعد تک بھی قادیانیت کے حق میں نرمی کرتے تھے۔ خواجہ صاحب نے جب اپنے پیر مرشد پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کا ''بیان'' دیکھا تو کچھ غیرت پیدا ہوئی مرزا بشیر الدین محمود کو خط لکھا اور کہا

''میں فیصلے کی ایک آسان ترکیب پیش کرتا ہوں کہ میں اور آپ دونوں قطب منار پر چڑھتے ہیں اور وہاں سے چھلانگ لگاتے ہیں جو بچ رہے وہ سچا جو مر جائے وہ جھوٹا'' (سیاسی اتار چڑھاؤ صفحہ 119)

مرزا بشیر الدین محمود نے یہ تجویز قبول نہ کی اور لکھ دیا کہ مباہلہ کر لیتے ہیں ہزار مرید آپ کے ہزار ہمارے اور بددعا کرتے ہیں وغیرہ

''لیکن یہ مباہلہ نہ ہوا'' (سیاسی اتار چڑھاؤ صفحہ 119)

پھر پتہ نہیں کیوں اس ''بیان'' کا اثر کچھ ہی دنوں کے بعد زائل ہو گیا۔

''بعد میں خواجہ صاحب کے حضرت صاحب (بشیر الدین محمود) کے ساتھ بڑے دوستانہ تعلقات ہو گئے، بلایا، دعوت بھی کی، ہمارے پیچھے نماز بھی پڑھ لیتے تھے'' (سیاسی اتار چڑھاؤ صفحہ 119)

اناللہ وانا الیہ راجعون

اس کے باوجود اعتراض صرف حضرت گنگوہی پر ہے جو 1301 ہجری بمطابق 1884 میں مرزا قادیانی پر تکفیر والے فتویٰ سے اتفاق کر چکے تھے۔

خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف

مرزا قادیانی نے انجام آتھم نامی کتاب میں عالم اسلام کے بڑے بڑے ناموں کو مباہلہ کی دعوت دی اس فہرست میں خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف کا نام بھی درج تھا۔ (انجام آتھم، خزائن جلد 11 صفحہ 71)

جب یہ رسالہ خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف کے پاس پہنچا، چاہیے تو یہ تھا کہ خواجہ صاحب اس چیلنج مباہلہ کو قبول کرتے یا کسی دیوانے کی گپ سمجھ کر نظر انداز کر دیتے لیکن خواجہ صاحب نے جواباً ایک خط مرزا قادیانی کو لکھ مارا اور اس میں ارشاد فرماتے ہیں

''ہر ایک حبیب سے عزیز (یعنی مرزا قادیانی)۔۔۔ میں تو تیری تعظیم کرتا ہوں تا کہ مجھے ثواب حاصل ہو۔۔۔'' وموقن بانک من عباد اللہ الصالحین'' میں یقین رکھتا ہوں کہ تو خدا کے صالح بندوں میں سے ہے۔۔۔۔'' ولک ان تسئل من اللہ تعالی خیر عاقبتی'' آپ (مرزا قادیانی) میرے لیے عاقبت بالخیر کی دعا کریں'' (انجام آتھم، خزائن جلد 11 صفحہ 324,323، ارشاد فرید صفحہ 42)

مرزا قادیانی اور خواجہ صاحب کی خط و کتابت کا سلسلہ چلا اور دونوں نے ایک دوسری کی خوب تعریفیں کی۔

یاد رہے یہ خط 1314 ہجری کا ہے جب علماء لدھیانہ کا فتویٰ شائع ہوئے 13 سال، شیخ بٹالوی والے فتویٰ کو شائع ہوئے 6 سال اور مولانا قصوری کی کتاب کو شائع ہوئے دو سال ہو چکے تھے۔

مرزا قادیانی نے انجام آتھم کتاب کے ضمیمہ میں اور کتاب سراج منیر میں اس خط وکتابت کو شائع کر دیا۔
جب یہ خط شائع ہوئے تو مولانا قصوری اور کچھ اور مولوی خواجہ صاحب کے گاؤں ان کو سمجھانے پہنچ گئے۔ خواجہ صاحب نے ان خوشک مولویوں کو دندان شکن جوابات دے کر بھگا دیا۔ (حقیقۃ الوحی، خزائن جلد 22 صفحہ 215،216، مغرب میں تبلیغ اسلام صفحہ 20)
جب علماء نے مرزا قادیانی کے خلاف کام شروع کیا تو خواجہ نے فرمایا یہ شخص حمایت دین پر کمر بستہ ہے اور علماء مذاہب باطلہ کو چھوڑ کر اس ''نیک آدمی'' کے پیچھے کیوں پڑھ گئے ہیں حالانکہ وہ اہل سنت و جماعت سے ہے اور صراط مستقیم پر ہے۔
(مہر منیر صفحہ 205، تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 477)

''ایک شخص نے خواجہ غلام فرید صاحب کی مجلس میں مرزا صاحب کی تعریف کی تو خواجہ صاحب بہت زیادہ خوش ہوئے اور فرمایا مرزا صاحب تمام اوقات خدا کی عبادت نماز یا تلاوت قرآن شریف میں گزارتے ہیں۔ اس نے دین کی حمایت میں کمر باندھی ہوئی ہے۔ علماء وقت کو دیکھو کہ مذاہب باطلہ کو چھوڑ کر ایسے شخص کے درپے ہوگئے ہیں جو بڑا ''نیک مرد'' اور اہل سنت و جماعت سے ہے۔ اور صراط مستقیم پر ہے اور ہدایت کی تلقین کرتا ہے۔ اس پر کفر کا فتویٰ لگا رہے ہیں۔ اس کا عربی کلام دیکھو جس کا مقابلہ کرنا انسان کی طاقت سے باہر ہے اور اس کا تمام کلام حقائق و معرفت و ہدایت سے بھرا ہوا ہے اور وہ اہل سنت و جماعت کے عقائد اور ضروریات دین کا ہرگز منکر نہیں ہے۔
(اشارات فریدی صفحہ 70)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

اہل بدعت عموماً یہ بات کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے انجام آتھم میں خواجہ صاحب کو اپنے مخالفین کی فہرست میں شامل کیا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ مرزا قادیانی کو کافر ہی سمجھے تھے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ انجام آتھم کی اس فہرست کے بعد ہی خواجہ صاحب نے خط لکھ کر مرزا قادیانی کو ''من عباداللہ الصالحین'' کہا ہے اور مرزا کا دعویٰ ہے کہ خواجہ صاحب کی موت اس حالت میں ہوئی تھی کہ وہ مرزا قادیانی کے مصدق تھے۔ معاذ اللہ
''اس نے اپنے خط میں بڑھی صفائی سے لکھ دیا تھا کہ میں آپ کے دعویٰ کا مصدق ہوں اور میں نے کبھی ساری عمر بدظنی نہیں کی''
(ملفوظات جلد 2 صفحہ 300)
''خواجہ غلام فرید صاحب کی سوانح کی ایک کتاب لکھی گئی ہے اس میں جابجا ہماری تائید کی گئی ہے'' (ملفوظات جلد 5 صفحہ 235)

ہمارا نظریہ

ہمارا نظریہ یہ ہے کہ خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف نے زندگی کے آخری دور میں شیخ بٹالوی کے سمجھانے پر مرزا قادیانی کو اس کے دعویٰ میں جھوٹا مان لیا تھا اس بات کا تذکرہ شیخ بٹالوی نے ''اشاعت السنہ جلد 18'' میں کیا ہے۔خواجہ غلام فرید کا ایمان ایک وہابی کی گواہی پر قائم ہے،اس گواہی کے علاوہ ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ خواجہ صاحب مرزا قادیانی کو جھوٹا سمجھتے تھے۔
حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت گنگوہی پر لگایا گیا الزام بلکل جھوٹ پر مبنی ہے،حضرت گنگوہی نے مرزا قادیانی کی تکفیر والے فتویٰ سے 1301 ہجری میں ہی اتفاق کر لیا تھا۔

کیا فاتح قادیانیت صرف پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی ہی ہیں؟

اشہار دعوت

مرزا قادیانی نے 1900 میں ایک اشتہار شائع کیا جس کا عنوان کچھ یوں تھا ''پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی جو سخت مکذب ہیں ان کے ساتھ ایک طریق فیصلہ مع ان علماء کے جن کے نام ضمیمہ اشتہار ہذا میں درج ہے'' (مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 325)
اس اشتہار میں مرزا قادیانی نے پیر صاحب کو مباحثہ اور تفسیر نویسی کی دعوت دی ساتھ ہی لکھ دیا کہ یہ کاروائی ایک جلسے کی صورت میں ہو گی اور اس کا مقام لاہور ہو گا (مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 331)
ایک شرط یہ بھی لگائی کہ اس جلسے کے انتظامات پیر صاحب گولڑوی کریں گے،اور جو نہ آیا وہ جھوٹا سمجھا جائے گا۔
(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 331)

پیر صاحب کا دعوت قبول کرنا

یہ اشتہار جب پیر صاحب کے پاس پہنچا تو پیر صاحب نے اسے مع تمام شرائط کے فوراً قبول کر لیا لیکن ساتھ ایک شرط اپنی طرف سے لگا دی کہ گفتگو زبانی ہو گی۔

(دیکھیں، مجموعہ اشتہارات جلد3 صفحہ 347، 349، 350، 471، مہر منیر صفحہ 219، عقیدہ ختم نبوۃ (مولوی آمین) جلد3 صفحہ 539)

مرزا قادیانی کا راہ فرار

مرزا قادیانی کو جب یہ خبر پہنچی کہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نے اس کی دعوت قبول فرمالی ہے اور وہ لاہور آرہے ہیں تو اس نے راہ فرار اختیار کرتے ہوئے لکھا

''چونکہ میں اپنی کتاب ''انجام آتھم'' کے اخیر میں وعدہ کر چکا ہوں کہ آئندہ کسی مولوی وغیرہ کے ساتھ زبانی بحث نہیں کروں گا اس لیے پیر مہر علی شاہ صاحب کی درخواست زبانی بحث کی جو میرے پاس پہنچی میں کسی طرح اس کو منظور نہیں کر سکتا''

(مجموعہ اشتہارات جلد3 صفحہ 475)

پیر صاحب کا لاہور آنا

چونکہ مرزا قادیانی نے جلسے کا مقام خود لاہور کو منتخب کر دیا تھا اور جلسے کے انتظامات کی زمہ داری پیر صاحب کو دی تھی (جیسے حوالہ پہلے گزر چکا) پیر صاحب لاہور پہنچ گئے مرزا قادیانی نے آنا تھا نہ وہ آیا۔

اشتہار دعوت میں خود لکھ چکا تھا جو نہ آیا وہ جھوٹا ہوگا تو اپنے ہی قلم سے جھوٹا ثابت ہوگیا۔

نہ آنے کی وجوہات میں ایک وجہ یہ بھی بتائی کہ پیر صاحب کے ساتھ

''پشاور کے جاہل سرحدی آرہے ہیں'' (مجموعہ اشتہارات جلد3 صفحہ 350)

اس لیے میں نہیں آتا۔

فاتح قادیانیت

اس کارنامے کی وجہ سے پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کو فاتح قادیانیت کہا جاتا ہے، پیر صاحب کا نام بہت ادب سے لیا جاتا ہے، یہ دعویٰ بھی کیا جاتا ہے کہ پیر صاحب نے قادیانیت کی راہ روک دی وغیرہ۔۔۔

یہ تمام باتیں ٹھیک ہیں لیکن کیا اس اشتہار میں صرف پیر صاحب گولڑوی ہی کو مخاطب کیا گیا تھا یا اور بھی کچھ شخصیات تھی۔

فاتح قادیانیت حضرت گنگوہی

اشتہار دعوت

جیسے اشتہار کے عنوان سے ظاہر ہے یہ دعویٰ صرف پیر صاحب گولڑوی کو ہی نہیں تھی اس اشتہار کے مخاطب کچھ اور علماء بھی تھے جن کا نام مرزا قادیانی نے اسی اشتہار کے ضمیمہ میں درج کیا تھا، اسی اشتہار میں حضرت گنگوہی کا نام بھی درج ہے۔
(ملاحظہ فرمائیں مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 340)

حضرت گنگوہی کو دعوت مباحثہ

مرزا قادیانی کے مرید پیر سراج الحق نے مرزا قادیانی کے کہنے پر حضرت گنگوہی کو مباحثہ کے لیے خط لکھا۔
(مکتوبات احمدیہ جلد 1 صفحہ 449)
اس خط کو مرزا قادیانی نے خود دیکھا اور اس پر دستخط کر دیے اور اس خط کو حضرت گنگوہی کی طرف روانہ کر دیا گیا۔
(مکتوبات احمدیہ جلد 1 صفحہ 450، 451)

حضرت گنگوہی کا دعوت قبول کرنا

حضرت کو جب یہ خط پہنچا تو حضرت نے فوراً اس دعوت کو قبول کر لیا
''اور میں بحث کو مرزا سے منظور کرتا ہوں'' (مکتوبات احمدیہ جلد 1 صفحہ 451)
''مرزا غلام احمد کے مریدوں نے بندہ سے تقاضائے مناظرہ کیا تھا تو بندہ نے لکھ دیا اگر زبانی گفتگو سہارنپور میں آ کر کریں تو مضائقہ نہیں''
(مفاوضات رشیدیہ صفحہ 42)

مرزا قادیانی کا فرار

جب مرزا قادیانی نے دیکھا کہ حضرت گنگوہی مناظرہ کے لیے تیار ہیں تو راہ فرار اختیار کرتے ہوئے کہا کہ
''ڈپٹی کمنشنر صاحب کی تحریری اجازت ہونی ضروری بات ہے اور مجلس میں سپرنٹینڈنٹ یا اور کسی حاکم با اختیار کا ہونا بھی امر ضروری ہے''
(مکتوبات احمدیہ جلد 1 صفحہ 457)

مرزا جانتا تھا کہ حضرت گنگوہی جنگ آزادی (1857) کے مجاہد ہیں شاملی کے میدان میں حضرت گنگوہی نے انگریز کا مقابلہ میدان جہاد میں کیا ہے، اور اس طرح کی شرائط حضرت قبول نہیں کریں گے اسی وجہ سے حضرت کے معاملے میں اس طرح کی شرائط لگا کر راہ فرار اختیار کر گیا۔

''حضرت نے جواب میں فرمایا
ہم سے یہ نہیں ہو گا تم کو اگر اندیشہ ہے تو اس کا انتظام کر لو'' (مفاوضات رشیدیہ صفحہ 42)
لیکن مرزے نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

خلاصہ کلام

دیکھیں پیر صاحب گولڑوی کو مرزے نے چیلنج کیا، حضرت نے قبول کر لیا اور مرزا بھاگ گیا اسی طرح حضرت گنگوہی کو مرزے نے چیلنج کیا، حضرت نے قبول کر لیا اور مرزا بھاگ گیا، اگر اس وجہ سے پیر صاحب فاتح قادیانیت ہیں تو حضرت گنگوہی بدرجہ اولیٰ فاتح قادیانیت ہیں کیونکہ حضرت گنگوہی نے اس دوران میں تکفیر مرزا کے فتاویٰ جات پر تصدیق و دستخط بھی کیے ہیں اور خود بھی تکفیر مرزا کا فتویٰ شائع کیا ہے (تفصیل پہلے گزر چکی) جبکہ پیر صاحب گولڑوی کی نہ تو اس دور کے کسی فتویٰ تکفیر مرزا پر تصدیق ہے نہ ہی حضرت کا اپنا فتویٰ تکفیر مرزا پر موجود ہے۔

علماء لدھیانہ فاتح قادیانیت

اسی اشتہار دعوت کے ضمیمہ میں دواور بزرگوں کا نام بھی درج ہے ایک ہیں مولانا محمد لدھیانوی اور دوسرے ہیں مولانا عبدالعزیز لدھیانوی، یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے سب سے پہلے مرزا قادیانی کے اوپر کفر کا فتویٰ دیا۔
(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 337)

اشتہار دعوت حق

مرزا قادیانی نے ایک اشتہار خاص ان کے لیے لکھا اور اس میں ان حضرات کو مناظرہ کا چیلنج دیا، لکھتا ہے کہ علماء لدھیانہ مسیح موعود والے مسئلہ میں میرے مخالفت ہیں تو وہ مجھ سے بحث کر لیں، آگے لکھا ہے
''اول بحث کرنے کا حق مولوی عبدالعزیز صاحب کا ہے'' (مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 271)

علماء لدھیانہ کا دعوت قبول کرنا

علماء لدھیانہ کو جب یہ خط پہنچا تو انہوں نے فوراً اس دعوت مناظرہ کو ایک اشتہار شائع کر کے قبول کر لیا اور ساتھ ایک شرط یہ بھی رکھ دی کہ ''چونکہ ہمارے نزدیک جب مرزا قادیانی اسلام سے خارج ہے تو مرزا کو اول اپنا اسلام ثابت کرنا پڑے گا'' (فتاویٰ قادریہ صفحہ 30)

مرزا قادیانی کا راہ فرار

علمائے لدھیانہ کی طرف سے جب یہ جواب آیا تو مرزا قادیانی بالکل خاموش ہو گیا اور کوئی جواب نہیں دیا، مولانا محمد لدھیانوی لکھتے ہیں
''اس اشتہار کے شائع ہونے سے مرزا قادیانی مثل نمرود کے آیہ "فَبُهِتَ ?لَّذِى كَفَرَ "? کا ماصدق علیہ ہو گیا'' (فتاویٰ قادریہ صفحہ 33)

علماء لدھیانہ کا مرزے کو چیلنج مباہلہ

جب مرزا قادیانی مباحثہ کے لیے تیار نہ ہوا تو مولانا محمد لدھیانوی نے مرزا قادیانی کو مباہلہ کے لیے بلایا، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی

لکھتے ہیں۔

’’مولانا محمد لودھیانوی نے کئی بار مرزا قادیانی کو مباہلہ کی دعوت دی اور فرماتے تھے کہ ہم دونوں مکہ معظّمہ چلتے ہیں اور کعبۃ اللہ کا غلاف پکڑ کر اللہ سے اس بارے میں فیصلہ مانگتے ہیں جو جھوٹا ہوگا اس پر اللہ کا غضب نازل ہوگا مگر مرزا قادیانی اس پر تیار نہیں ہوا‘‘
(سب سے پہلے فتویٰ تکفیر، حبیب الرحمٰن لدھیانوی، صفحہ 160)

خلاصہ کلام

اگر پیر صاحب دعوت مباحثہ قبول کرنے کی وجہ سے فاتح قادیانیت ہیں تو علماء لدھیانہ ان سے بڑھ کر فاتح قادیانیت ہیں کیونکہ ان حضرات نے نہ صرف دعوت مباحثہ قبول کی بلکہ مرزے کو مباہلہ کی دعوت بھی دی اور ساتھ ہی یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے سب سے پہلے مرزا قادیانی کی تکفیر کی جبکہ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا تکفیر مرزا پر کوئی فتویٰ موجود نہیں ہے۔

ضمیہ

جات

تکفیر مرزا اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ

ایک نئے اعتراض کا جواب

فتویٰ تکفیر

اہل بدعت کی جانب سے عموماً یہ جھوٹ بولا جاتا ہے کہ حضرت گنگوہی نے مرزا قاد-یانی کی تکفیر نہیں کی تھی۔اس کا سادہ سا جواب تو اتنا ہی ہے کہ ان کے سامنے باقیات فتاویٰ رشیدیہ کا درج ذیل فتویٰ رکھ دیا جائے۔

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

''یہ جواب صحیح ہے، مرزا غلام احمد قادیانی، بوجہ تاویلات فاسدہ اور ہفوات باطلہ کے منجملہ دجالوں کذابوں کے، خارج از طریقہ اہل سنت و داخل زمرہ اہل اہواء ہے، اور اس کے اتباع بھی مثل اس کے ہیں۔''

(باقیات فتاویٰ رشیدیہ صفحہ 37)

آپ دیکھ سکتے ہیں اس فتویٰ میں حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ

''لاتقوم الساعۃ حتی ینبعث دجالون کذابون قریب من ثلاثین، کلھم یزعم انہ رسول اللہ''

» صحیح بخاری، کتاب المناقب، رقم: 3608، حدثنی عبداللہ بن محمد: حدثنا عبدالرزاق: أخبرنا معمر عن ھمام عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ....-صحیح مسلم، کتاب الفتن، رقم: 7342 - مسند أحمد: 16/42، رقم: 8122 - شرح السنۃ: 15/38، باب قتال الترک والیھود، رقم: «.244

اسکی طرف اشارہ کرتے ہوئے مرزا قادیانی کو وہی دجال اور کذاب کہا ہے جس کی خبر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔اس کے بعد بھی یہ دعوی کرنا کہ حضرت گنگوہی مرزا قادیانی کی تکفیر نہیں کرتے انصاف کا قتل ہے۔

ایک نیا اعتراض

گزشتہ دنوں ایک رضاخانی کی تحریر نظر سے گزری جس میں موصوف نے یہ بات تو مانی ہے کہ ''باقیات فتاویٰ رشیدیہ'' میں درج فتویٰ میں مرزا قادیانی کی تکفیر کی گئی ہے لیکن موصوف اس بات سے انکار کررہے ہیں کہ یہ فتویٰ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کا ہے۔
اوّل تو یہ جان لیں کہ ان موصوف کی درج ذیل عبارات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ باقیات فتاوٰی رشیدیہ والے فتویٰ کو فتویٰ تکفیر مانتے ہیں۔
حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی ایک عبارت جو ان موصوف کے نزدیک باقیات فتاویٰ رشیدیہ والے فتویٰ کے بعد کی ہے جس میں حضرت نے لکھا ہے ''اور تکفیر نہیں چاہتے کہ وہ ماؤل ہے اور معذور ہے'' کو نقل کرنے کے بعد موصوف لکھتے ہیں

''(حضرت) گنگوہی نے مرزا کے اشتہار کے جواب میں خط لکھا تھا اور تکفیر کے فتوے سے انکار کیا تھا''
یعنی موصوف کے نزدیک باقیات فتاویٰ رشیدیہ والی عبارت فتویٰ تکف -یر تو ہے لیکن حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے ''تکفیر نہیں چاہتے'' کہ کر اس فتویٰ کو اپنا ماننے سے انکار کر دیا ہے۔

آگے لکھتے ہیں

''باقیات میں مرزا غلام احمق کا دیانی کی تکفیر کا جو فتویٰ پیش کیا گیا ہے وہ منگھڑت ہے''

گویا یہ مان رہے ہیں کہ باقیات فتاویٰ رشیدیہ والا فتویٰ اصل میں تکفیر مرزا کا فتویٰ ہے لیکن یہ حضرت گنگوہی کا فتویٰ نہیں ہے اور کسی مفتی کا ہے۔

اسی طرح موصوف کی اسی تحریر کا کسی نے جو جواب لکھا موصوف نے اس جواب کا جواب الجواب لکھا۔ جس میں لکھتے ہیں

''پہلی بات تو یہ یاد رکھیں کہ ہم نے گنگوہی کی طرف منسوب فتویٰ تکفیر مرزا غلام احمق کو منگھڑت کہا ہے دلیل گنگوہی کا اقرار ہے''

گویا اس میں بھی یہ مان رہے ہیں کہ باقیات فتاویٰ رشیدیہ میں جو فتویٰ موجود ہے اس میں مرزا قادیانی کی تکفیر کی گئی ہے لیکن بقول موصوف کے وہ فتویٰ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کا نہیں کیونکہ ان کے نزدیک باقیات فتاویٰ رشیدیہ والے اس فتویٰ کے بعد حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے معاذ اللہ مرزا قادیانی کی تکفیر سے انکار کیا۔

بنیادی نکتہ

موصوف کی تحریر میں گالیوں اور بدزبانیوں کو نظر انداز کر دیا جائے تو ایک ہی نقطہ ہے۔۔۔
کہ بقول معترض کے باقیات فتاویٰ رشیدیہ میں تکفیر مرزا والا فتویٰ 1307ھ کا ہے اور وہ عبارت جس میں حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے ''تکفیر نہیں چاہتے'' لکھا ہے وہ 1308ھ کا ہے۔یعنی تکفیر والے فتویٰ کے ایک سال بعد حضرت گنگوہی رحمہ اللہ مرزا قادیانی کی تکفیر نہیں کر رہے جس سے ثابت ہوا باقیات فتاویٰ رشیدیہ والا فتویٰ حضرت کا نہیں ہے۔
اگر ہم یہ ثابت کر دیں کہ باقیات فتاویٰ رشیدیہ والا فتویٰ (جسے یہ موصوف تکفیر مرزا کا فتویٰ مان چکے ہیں) بعد کا ہے اور جو خط یہ پیش کر رہے ہیں جس میں ''تکفیر نہیں چاہتے'' کے الفاظ ہیں وہ پہلے کا ہے تو موصوف کی بنائی گئی ساری عمارت گر جاتی ہے اور یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے مرزا قادیانی کی تکفیر کی تھی۔

تاریخی حقائق

میں ترتیب کے ساتھ وہ واقعات جو اس دور میں وقوع پذیر ہوئے عرض کر دیتا ہوں ان شاء اللہ اس سے آپ بخوبی سمجھ جائیں گے کہ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے ''تکفیر نہیں چاہتے'' کس دور میں کہا تھا اور تکفیر کس دور میں کی تھی۔

کتاب ''فتح الاسلام''

مرزا قادیانی نے 1890 کہ آخر میں یہ کتاب تحریر کی اور 1891 کے شروع میں یہ شائع ہوگئی۔اس کتاب میں مرزا قادیانی نے ''مثیل مسیح'' ہونے کا دعویٰ کیا۔لکھتا ہے کہ

''پس خدا تعالی نے ان کے لیے بھی ایک ایمان کی تعلیم دینے والا مثیل مسیح اپنی قدرت کاملہ سے بھیج دیا۔مسیح جو آنے والا تھا یہی (مرزا) ہے چاہو تو قبول کرو''

(فتح الاسلام خزائن جلد تین صفحہ 10)

اسی طرح آگے لکھا ہے

''حضرت مسیح کی فطرت سے خاص مشابہت ہے اسی فطرتی مشابہت کی وجہ سے مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا''

(فتح الاسلام خزائن جلد تین صفحہ 11)

یہ وہی کتاب ہے جس میں لیلۃ القدر کے بارے میں لکھا ہے یہ رات نہیں بلکہ ایک زمانہ ہے۔

(دیکھیں فتح الاسلام،خزائن جلد 3 صفحہ 32)

یہ کتاب جب 1891 میں شائع ہو کر حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے پاس پہنچی تو حضرت نے اپنے ایک ''خط'' میں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا
"اجمالاً ان کو جواول ''گمان تجدید'' ہوا یہ اس کا ہی ضمیمہ ہے،اب ان کے ''مخیلہ (سوچنے کی حس) میں یہ وسوسہ'' پیدا ہوا ہے کہ '' مثیل عیسیٰ علیہ سلام '' ہوں۔

(باقیات فتاویٰ رشیدیہ صفحہ 33)

آگے لکھتے ہیں مجھ سے لوگوں نے اس بارے میں پوچھا تو میں نے جواب دیا

''یہ عقیدہ فاسد وخطا خلاف جملہ خلف وسلف کے ہے ان کو (یعنی مرزا قادیانی کو) مالخولیا ہو گیا ہے کے خلاف عقل کے ایسی بات لکھتے ہیں''

(باقیات فتاویٰ رشیدیہ صفحہ 33)

اسی طرح آگے چل کر فرماتے ہیں

''اور تکفیر نہیں چاہیے کیونکہ ماؤل اور معذور ہے''

(باقیات فتاویٰ رشیدیہ صفحہ 34)

حضرت فرماتے ہیں چونکہ یہ تاویل کرتا ہے (اگر چہ اس کی تاویل غلط ہے) اور ''مالخولیا'' کی وجہ سے معذور ہے۔اس وجہ سے میں فلحال اس کی تکفیر نہیں کرتا۔

انہی وجوہات کی بنیاد پر حضرت نے اس دور میں جب مرزا قادیانی کی کتاب فتح اسلام شائع ہوئی تھی اس کی تکفیر نہیں کی تھی۔

اس سال 1891 میں مرزا قادیانی نے دو اور کتب لکھی ایک کا نام رکھا ''توضیح المرام'' اور دوسری کا نام رکھا ''ازالہ اوہام'' ان دو کتب میں مرزا قادیانی ذرا کھل کر سامنے آیا جس کی وجہ سے شیخ محمد حسین بٹالوی کا مرزا قادیانی سے شدید اختلاف ہو گیا۔خط و کتابت کے بعد بات مناظرہ تک جا پہنچی۔آخر 20 جولائی 1891 ھ کے روز مرزا قادیانی اور شیخ بٹالوی کے درمیان پنجاب کے شہر لدھیانہ میں یہ مناظرہ شروع ہوا جو 12 روز جاری رہا۔

یہ ایک تحریری مناظرہ تھا جسے شیخ بٹالوی نے اپنے ماہ نامہ اشاعت السنہ میں شائع کیا۔(دیکھیں جلد 13) اسی طرح مرزا قادیانی نے بھی اسے "الحق مباحثہ لدھیانہ" نام سے شائع کیا۔

شیخ بٹالوی بھی پنجاب کے تھے اور مرزا قادیانی کے حالات سے اچھی طرح واقف تھے اور اب مناظرہ کے بعد اس کے عقائد بھی اچھی طرح سے سمجھ چکے تھے اس لیے آپ نے اس مناظرہ کے بعد 1902 میں 30 کے قریب صفحات کا ایک استفتاء جس میں تفصیل کے ساتھ مرزا قادیانی کے عقائد و حالات درج تھے تیار کیا اور شیخ نذیر حسین صاحب دہلوی سے فتویٰ تکفیر مرزا لیا۔ پھر اس فتویٰ کو برصغیر کے بڑے بڑے علماء کی خدمت میں تصدیقات کے لیے بھیجا گیا۔

جب یہ فتویٰ تصدیق کے لیے حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے پاس آیا اور آپ نے مرزا قادیانی کے حالات اور عقائد دیکھے تو حضرت نے شیخ نذیر حسین صاحب دہلوی کے فتویٰ تکفیر مرزا کی تصدیق کرتے ہوئے لکھا۔

"یہ جواب صحیح ہے، مرزا غلام احمد قادیانی، بوجہ تاویلات فاسدہ اور ہفوات باطلہ کے منجملہ دجالوں کذابوں کے، خارج از طریقہ اہل سنت و داخل زمرہ اہل اہواء ہے، اور اس کے اتباع بھی مثل اس کے ہیں۔''

(اشاعت السنہ جلد 13 صفحہ 156)

جی ہاں باقیات فتاویٰ رشیدیہ کی عبارت اصل میں شیخ بٹالوی والے فتویٰ پر حضرت گنگوہی کی تصدیق ہے۔

اس تاریخی حقیقت سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ وہ خط جس میں حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے مرزا قادیانی کی تکفیر نہیں کی تھی جسے موصوف بعد والا قرار دے رہے تھے اصل میں ایک سال پرانا ہے اور باقیات فتاویٰ رشیدیہ والا فتویٰ جسے موصوف فتویٰ تکفیر مرزا تسلیم کر چکے ہیں اس خط کے ایک سال بعد دیا گیا تھا۔ اس لیے اب انکار کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ ثابت ہو گیا کہ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے مرزا قادیانی کی تکفیر کی ہے۔

مزید ایک اور اعتراض اور اس کا جواب

گزشتہ کچھ عرصہ سے اہل بدعت کی جانب سے یہ مطالبہ کیا جا رہا تھا کہ حضرت گنگوہی کا وہ فتویٰ پیش کیا جائے جس میں حضرت نے مرزا

قادیانی کی تکفیر کی ہے۔اس کے جواب میں ہمارے احباب نے باقیات فتاویٰ رشیدیہ کا وہ فتویٰ پیش کیا جس میں مرزا قادیانی کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے عین مطابق دجال وکذاب لکھا گیا ہے، ساتھ ہی شیخ نذیر حسین دہلوی کے فتویٰ ''تکفیر مرزا'' کی بھی تصدیق کی گئی ہے۔ یہ ایک ایسا واضح اور دوٹوک فتویٰ تھا کہ اہل بدعت بھی ماننے پر مجبور ہوگئے کہ اس فتویٰ میں مرزا قادیانی کی تکفیر کی گئی ہے۔

چونکہ پہلے سے یہ جھوٹ بولتے چلے آرہے ہیں کہ حضرت گنگوہی نے مرزا قادیانی کی تکفیر نہیں کی اس لیے ایک شبہ پیدا کردیا، کہتے ہیں تکفیر مرزا کا باقیات فتاویٰ رشیدیہ والے فتویٰ کے ایک سال بعد حضرت گنگوہی کی ایک عبارت ہے جس میں مرزا کی تکفیر نہیں کی گئی جس ثابت ہوا باقیات فتاویٰ رشیدیہ کا تکفیر مرزا والا فتویٰ حضرت گنگوہی کا نہیں بلکہ کسی اور کا ہے، جواباً ہم نے تاریخی ریکارڈ درست کرتے ہوئے یہ ثابت کیا کہ حضرت گنگوہی کی وہ عبارت جس میں مرزا قادیانی کی تکفیر نہیں کی گئی پرانی اور اس وقت کی ہے جس وقت تک مرزا قادیانی کے عقائد اور حالات حضرت گنگوہی پر کھلے نہیں تھے جبکہ باقیات فتاویٰ رشیدیہ والا تکفیر مرزا کا فتویٰ اس دور کے ہے جس دور میں مرزا قادیانی کے عقائد وحالات حضرت گنگوہی کو شیخ بٹالوی کے استفتاء اور میاں صاحب دہلوی کے فتویٰ کے زریعے اچھی طرح معلوم ہو چکے تھے۔جس سے ثابت ہوتا ہے حضرت گنگوہی نے مرزا قادیانی کی تکفیر کی ہے اور باقیات فتاویٰ رشیدیہ والا فتویٰ دراصل حضرت گنگوہی ہی کا فتویٰ ہے۔

ایک نیا اعتراض

ہمیں بہت خوشی ہے کہ ہمارے کرم فرما نے ہماری گزشتہ تحریر میں سے کسی ایک بات کو بھی غلط نہیں کہا اور جو تاریخی ریکارڈ ہم نے دلائل کے ساتھ پیش کیا تھا ہماری کسی ایک دلیل کو بھی رد نہیں کیا۔

ایک اور اعتراض جو موصوف نے جواب کے طور پر پیش کیا انہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں۔۔۔

''ہم ان کی اس بات کو تسلیم بھی کرلیں تو بھی گنگوہی سے مرزا غلام احمق کی تکفیر ثابت نہیں ہوتی کیونکہ گنگوہی کا 1308 ہجری کے بارہ سال بعد 1320 ہجری میں بھی مرزا غلام احمق کی تکفیر سے انکار موجود ہے''

باقی اعتراض وہی ہے چونکہ بعد والی عبارت میں تکفیر نہیں ہے جس سے ثابت باقیات فتاویٰ رشیدیہ والا فتویٰ حضرت گنگوہی کا نہیں تھا۔

ہمارا ابھی اصولی اور بنیادی جواب وہی ہے اگر ہم ثابت کردیں کہ جو عبارت معترض پیش کررہا ہے وہ اصل میں پرانی عبارت ہے اور باقیات فتاویٰ رشیدیہ والا فتویٰ نیا ہے تو معترض کی بنائی تمام عمارت گرجاتی ہے۔

اولین فتویٰ تکفیر

مرزا قادیانی کی سب سے پہلے تکفیر کرنے کا اعزاز اللہ رب العزت نے علمائے لدھیانہ کو عطا فرمایا۔

مرزا قادیانی نے کتاب براہین لکھنے کے بعد 1301 ہجری میں لدھیانہ کا سفر کیا، علمائے لدھیانہ نے مرزا قادیانی کی کتاب براہین احمدیہ کو دیکھا تو اسی سال 1301 ہجری میں مرزا پر کفر کا فتوی جاری فرمادیا۔

لدھیانہ میں کچھ لوگ حضرت گنگوہی کے عقیدت مند بھی تھے انہوں نے اس فتویٰ کے حوالے سے حضرت گنگوہی کو ایک خط لکھا، اس خط میں مرزا قادیانی کی خوب تعریف کی گئی اور علماء لدھیانہ کے فتویٰ تکفیر مرزا پر حضرت کی رائے معلوم کی گئی۔

یادرہے یہ وہ زمانہ ہے جس میں مرزا قادیانی کی شہرت ایک داعی اور مناظرے اسلام کے تھی۔ حضرت گنگوہی نے نہ تو مرزا قادیانی کی کتاب براہین احمدیہ پڑھی تھی اور نہ ہی مرزا قادیانی کے حالات سے اچھی واقفیت تھی۔

حضرت گنگوہی کو اس دور میں مرزا قادیانی کے حالات کے بارے میں جو معلومات تھی ان کی بنیاد وہ خطوط تھے جو لدھیانہ کے کچھ لوگوں نے حضرت کو بھیجے تھے۔ خط بھیجنے والے بھی وہ تھے جو مرزا کی تعریفوں میں مبالغہ کیا کرتے تھے۔

(فتاویٰ قادریہ صفحہ 7)

کمال احتیاط کو مدنظر رکھ کر اور ان خطوط پر اعتماد کرتے ہوئے حضرت گنگوہی نے علماء لدھیانہ کو خط لکھا جس میں انہیں مرزا قادیانی کی تکفیر سے روکا گیا۔ علمائے لدھیانہ نے کتاب براہین احمدیہ کو پڑھ رکھا تھا ساتھ ہی قریب الوطن ہونے کی وجہ سے مرزا قادیانی اور قادیانی جماعت کے عقائد سے اچھی طرح سے واقف تھے، حضرت گنگوہی کی یہ بات ماننے سے انکار کردیا۔
حضرت گنگوہی کا وہ خط جس میں انہوں نے مرزا قادیانی کی تکفیر سے علمائے لدھیانہ کو روکا تھا لدھیانہ کی علمی مجالس میں زیر بحث آنے لگا، اس بنیاد پر علماء لدھیانہ نے کھلے عام اس خط کا رد کرنا شروع کردیا۔

اسی اثنا میں دارالعلوم دیوبند کا سالانہ جلسہ دستار بندی آ پہنچا۔علمائے لدھیانہ بھی اس جلسہ میں شمولیت کے لیے دیوبند تشریف لے گئے، حضرت مولانا یعقوب نانوتوی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی بھی وہی موجود تھے۔
ان اکابر کی وہاں آپس میں گفتگو ہوئی، علماء لدھیانہ نے مرزا قادیانی اور قادیانی جماعت کے کچھ حالات بیان کیے اور اپنے دیے گئے فتویٰ پر اصرار کیا۔

(فتاویٰ قادریہ صفحہ 25)

حضرت گنگوہی نے فرمایا

مولانا یعقوب نانوتوی ہم میں سے بڑے ہیں جو یہ فیصلہ کرتے ہیں مجھے منظور ہے۔مولانا یعقوب فرماتے ہیں۔

"چونکہ اپ قریب الوطن ہونے کی وجہ سے اس کے تمام حالات سے بخوبی واقف ہیں اس کی تکفیر سے منع نہیں کرتا۔"

(رائیس قادیان صفحہ 379)

اکابر کی آپس میں اس گفتگو کا یہ فائدہ ہوا کہ حضرت گنگوہی جو پہلے مرزا قادیانی کی تکفیر سے علماء لدھیانہ کو روک رہے تھے علماء لدھیانہ کے اس فتویٰ کی تائید کرنے لگے۔

حضرت گنگوہی فرماتے ہیں

"مرزا قادیانی ضال اور مضل اور فرقہائے مبتدیہ واہل ہوا ہے۔۔۔اور جو لوگ اس کی تکفیر کرتے ہیں وہ بھی حق پر ہیں۔"

(باقیات فتاویٰ رشیدیہ صفحہ 37,38)

جی ہاں، حضرت گنگوہی کی یہ عبارت اصل میں علماء لدھیانہ کے 1301 ہجری والے فتویٰ تکفیر مرزا کی تائید ہے۔
حضرت کا یہ موقف سامنے آنا تھا کہ لدھیانہ کے وہ لوگ جو پہلے مرزا قادیانی کی تعریف میں مبالغہ کررہے تھے رفتہ رفتہ سب نے مرزا کے گمراہ ہونے پر اتفاق کرلیا۔

(فتاویٰ قادریہ صفحہ 55۔حاشیہ)

شیخ بٹالوی والا فتویٰ

پھر 7 سال کے بعد شیخ بٹالوی والے فتویٰ میں چونکہ مرزا قادیانی کے تفصیلی عقائد و حالات سامنے آچکے تھے حضرت گنگوہی نے بھی کھل کر تکفیر مرزا والے فتویٰ کی تائید کی یہ وہی فتویٰ ہے جس میں جا بجا مرزا قادیانی کو کافر لکھا گیا ہے۔

مکتبہ سلفیہ والے نسخے کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں

''(قادیانی کا) مذہب اسلام نہیں ہوسکتا'' (صفحہ 46)

''(مرزا تاثیر کوکب کا قائل ہے) اور اعتقاد تاثیر کوکب کو قران تشریف نے اشارتاً اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتاً ک-فر قرار دیا ہے''

(صفحہ 52,49)

''بااین ہمہ وہ اس تاثیر کے اعتقاد کے سبب کا-فر سمجھے گئے ہیں تو قادیانی کو کیونکر نہ سمجھا جاوے''

(صفحہ 55)

’’قادیانی اوران کے گروہ کی وہ تاویلات جو درباب نزول حضرت عیسی اور معجزات مسیح وخروج دجال ویاجوج وماجوج ولیلۃ القدر وسجود ادم وغیرہ میں وہ کرتے ہیں نصوص کی تحریف والحاد ہے‘‘

(صفحہ 58)

’’اس بیان سے ثابت ہوا کہ ان احادیث نزول حضرت مسیح وخروج دجال ویاجوج وماجوج میں قادیانی اوراس کے اتباع کی تاویل ملحدانہ تحریف ہے‘‘

(صفحہ 68)

’’(مرزانے) کذب وتلبیس سے خوب کام لیا ہےاوراس سے اپنا دجال ہونا ثابت کردیا ہے‘‘

(صفحہ 69)

’’قادیانی کا بطوراستعارہ ابن اللہ کہلانے کوتجویز کرنا پوری عیسائیت ہے‘‘

(صفحہ 72)

’’(مرزے کا) نبوت جزئی کے دروازہ کومفتوح کرنا ان نصوص قران وحدیث سے انکار ہے جومطلق نبوت کوختم کرتے ہیں‘‘

(صفحہ 73)

’’قادیانی کے عقائد کفریہ ہیں‘‘

(صفحہ 81)

''قادیانی نے نص قران کا انکار کیا ہے''

(صفحہ 83,82)

''مرزا قادیانی عقائداور اقوال مذکورہ کی نظر سے دائرہ اسلام اور تسنن سے خارج ہے''

(صفحہ 86)

ان تمام باتیں پر حضرت گنگوہی فرماتے ہیں

''یہ جواب صحیح ہے''

(صفحہ 154)

خلاصہ کلام

وہ عبارت جسے موصوف 1320 ہجری کی بتارہے ہیں اصل میں 1301 ہجری کی عبارت ہے یعنی باقیات فتاوی رشیدیہ والے اس فتویٰ جسے موصوف تکفیر مرزا کا فتویٰ مان چکے ہیں سے 7 سال پرانی عبارت ہے۔

جس سے ثابت ہوا 1308 ہجری والا باقیات فتاوی رشیدیہ والا تکفیر مرزا کا فتویٰ اصل میں حضرت گنگوہی ہی کا فتویٰ ہے۔

نوٹ: حضرت گنگوہی کے یہ ملفوظات ایک بار چونکہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی کتاب ''الخطاب الملیح'' کے آخر میں بھی

شائع ہوئے جس سے ہمارے کرام فرماؤں کو یہ مغالطہ ہوا کہ یہ 1320 ہجری کی تحریر ہے جو درست نہیں۔ان ملفوظات کا اصل کتاب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، جس کا اشارہ کتاب کے مقدمہ میں حضرت تھانوی نے خود دیا ہے۔
جو آدمی اپنے آپ کو محقق سمجھتا ہے اس کا ان کمزور بنیادوں پر الزامات لگانا بہت شرمناک عمل ہے۔

1308ھ اور تکفیر مرزا

ہمارے ایک کرم فرما نے اپنی پہلے نمبر والی تحریر میں دعویٰ کیا تھا کہ

.1 باقیات فتویٰ رشیدیہ والا فتویٰ 1307 ہجری کا ہے۔

.2 حضرت گنگوہی نے یہ فتویٰ نہیں دیا۔

لیکن کل کی اپنی تیسری تحریر میں اپنے ان دونوں اقوال سے رجوع کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''ہم نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ گنگوہی نے مرزا غلام احمق کا دیانی کی تکفیر 1308 ہجری کے بارہ سال بعد 1320 ہجری میں یعنی مرزا کا دیانی کے جھوٹے دعویٰ نبوت کے بعد بھی مرزا غلام احمق کا دیانی کی تکفیر نہیں کی تھی''
جس سے واضح ہے کہ موصوف ہمارا موقف کہ ''باقیات فتاویٰ رشیدیہ والی عبارت 1308 ہجری کی ہے اور اس میں مرزا قادیانی کی تکفیر کی گئی ہے'' مان چکے ہیں۔
موصوف کی دوسرے نمبر والی تحریر کے ان جملوں سے ''ہم ان کی اس بات کو تسلیم بھی کر لیں'' ترقی کرنے پر مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

راہ پر ان کو لگا لائے تو ہیں باتوں میں
اور کھل جائیں گے دو چار ملاقاتوں میں

الخطاب المليح پر تاثرات کا دعویٰ

موصوف نے اپنی دوسرے نمبر والی تحریر میں یہ دعویٰ کیا تھا۔

’’اشرف علی تھانوی کی کتاب الخطاب المليح فی تحقیق المهدی والمسیح کے اختتام میں گنگوہی کے تاثرات موجود ہیں‘‘

اسی طرح اپنی کل والی تیسری تحریر میں بھی فرماتے ہیں

’’کتاب الخطاب المليح کی تکمیل 1320 ہجری میں ہوئی ہے ظاہر ہے کہ جب تکمیل ذی الحجہ 1320 میں ہوئی تو تاثرات کتاب سے پہلے کے ہو ہی نہیں سکتے‘‘

ہمارا موصوف سے یہ مطالبہ ہے حضرت گنگوہی کی اس تحریر کو اس کتاب پر لکھے گئے ’’تاثرات‘‘ ثابت کریں۔

ان کا یہ دعویٰ بے بنیاد اور بغیر کسی دلیل کے ہے۔

حضرت گنگوہی کی یہ تحریر نہ تو کتاب الخطاب المليح کا حصہ ہے نہ ہی اس کتاب پر دیے گئے "تاثرات‘‘ کا حصہ ہے۔

اس پر ہمارے پاس کچھ دلائل ہیں

1. کتاب کے مقدمہ میں حضرت تھانوی نے کتاب کا تعارف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ منشی کرم خان کے سوال کے ساتھ اس میں ایک مختصر مضمون ہے ’’اسی آخری مضمون پر کتاب ختم ہے‘‘

(الخطاب المليح صفحہ 3، احتساب قادیانیت جلد 4 صفحہ 97)

حضرت گنگوہی کی کسی تقریظ یا تاثر کا ذکر تک نہیں ہے۔اگر حضرت تھانوی نے اپنی کتاب پر حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی سے کچھ لکھوایا ہوتا یا حضرت گنگوہی نے حضرت تھانوی کی کتاب پر کچھ لکھا ہوا تو حضرت تھانوی اس تحریر کا ضرور ذکر کرتے۔

.2 حضرت گنگوہی کی جس تحریر کو کتاب الخطاب الملیح پر "تاثرات" کہا جا رہا ہے اس میں نہ تو کتاب ''الخطاب الملیح'' کا ذکر ہے نہ ہی حضرت تھانوی کا نام ہے۔اگر حضرت گنگوہی کی یہ تحریر کتاب الخطاب الملیح پر تقریظ یا تاثرات ہوتی تو کم ازکم کتاب کا نام یا مصنف کا نام تو ہوتا لیکن ایسا کچھ بھی نہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس تحریر کا کتاب سے کوئی تعلق نہیں۔

.3 کتاب الخطاب الملیح میں مرزا قادیانی کے اقوال کو زیر بحث لایا گیا ہے جبکہ حضرت گنگوہی کی تحریر میں اقول مرزا سے لاعلمی ظاہر کی گئی ہے،''مرزا قادیانی کے کلمات و دعاوی جہاں تک مجھے معلوم ہوئے'' یہ الفاظ اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ حضرت گنگوہی کو مرزا قادیانی کے مکمل عقائد و دعاوی سے اس وقت تک واقفیت نہیں تھی۔

.4 حضرت گنگوہی کی تحریر جسے ''تاثرات'' بتایا جا رہا ہے کو دیکھا جائے تو کسی سوال کا جواب اور خط معلومات ہوتا ہے نہ کہ کتاب پر''تاثرات''

ان باتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس تحریر کا کتاب الخطاب الملیح سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جب ہم نے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت گنگوہی کی اس تحریر کا کتاب الخطاب الملیح سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی یہ کتاب پر تاثرات ہیں تو موصوف کا یہ اعتراض کہ یہ تحریر 1320 ہجری کی ہے جا تا رہا۔

اب یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ جب کتاب سے اس کا تعلق نہیں تو کتاب کے آخر میں اسے شائع کیوں کیا گیا۔

تو جوابا عرض ہے کہ کتاب چونکہ رد قادیانیت پر تھی اور منشی کرم خان بھی حضرت گنگوہی کے عقیدت مندوں میں تھا اسی لیے اپنے سوالات شروع کرنے سے پہلے حضرت گنگوہی کا بڑی عقیدت سے ذکر کر رہا تھا۔

(دیکھیں الخطاب الملیح صفحہ 4،احتساب قادیانیت جلد 4 صفحہ 98)

کتاب شائع کرنے والے نے یہ چیز دیکھ کر حضرت گنگوہی کا پرانا قول بھی ساتھ ہی شائع کر دیا۔

اکابر کے اقوال کتب کے آخر میں شائع کیے جاتے ہیں،اب اسی کتاب الخطاب الملیح کو دیکھ لیں،جب عالمی مجلس نے احتساب قادیانیت کی جلد 4 میں یہی کتاب شائع کی تو جس جگہ حضرت گنگوہی کا قول شائع ہوا تھا اس جگہ حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید کے اقوال شائع کر دیے۔

(دیکھیں الخطاب الملیح صفحہ 36،احتساب قادیانیت جلد 4 صفحہ 130)

اب اسے دیکھتے ہوئے کل کو کوئی یہ کہنا شروع کر دے کہ مولانا یوسف لدھیانوی شہید نے اپنی پیدائش سے پہلے حضرت تھانوی کی کتاب الخطاب الملیح پر تاثرات لکھے تھے تو اسے کیا کہا جا سکتا ہے۔

حضرت گنگوہی کی تحریر 1301 ہجری کی ہے اس پر ہمارے پاس دو دلائل موجود ہیں۔

1. 1301 ہجری میں علماء لدھیانہ جب جلسہ دستار بندی میں تشریف لائے اور تکفیر مرزا پر ان اکابر کی آپس میں گفتگو ہوئی۔فیصلہ کے لیے مولانا یعقوب نانوتوی پر اتفاق کیا گیا۔مولانا یعقوب نانوتوی نے علمائے لدھیانہ سے فرمایا

’’میں غلام احمد کو اپنی تحقیق میں ایک ازاد خیال لامذہب جانتا ہوں آپ چونکہ قریب الوطن ہونے کی وجہ سے اس کے تمام حالات سے بخوبی واقف ہیں اس کی تکفیر سے منع نہیں کرتا‘‘

(رائیس قادیان صفحہ 379)

ساتھ ہی حضرت نے یہ بھی تحریر فرمایا

''یہ شخص میری دانست میں لامذہب معلوم ہوتا ہے اس شخص نے اہل اللہ کی صحبت میں رہ کے فیض باطنی حاصل نہیں کیا معلوم نہیں اسے کس روح کی اویسیت ہے مگر اس کے الہام اولیاء اللہ کے الہام سے کچھ مناسبت وعلاقہ نہیں رکھتے''

(رائیس قادیان صفحہ 380)

اب حضرت گنگوہی کی زیر بحث تحریر دیکھیں

''مرزا غلام احمد قادیانی کے کلمات ودعاوی، جہاں تک مجھے معلوم ہوئے، بیشک موجب فسق ہیں، اور وہ قطعا فاسق وضال ومضل اور داخل، فرقہائے مبتدعہ واہل ہوا ہے۔ اس سے اور اس کے پیرون سے ملنا، ہرگز ہرگز جائز نہیں اور جو لوگ اس کی تکفیر کرتے ہیں، وہ بھی حق پر ہیں۔''

(باقیات فتاویٰ رشیدیہ صفحہ 37?38)

.1 مولانا یعقوب نانوتوی نے مرزا کے بارے میں معلومات کم ہونے کی طرف اشارہ کیا۔

''میں غلام احمد کو اپنی تحقیق میں....''

''یہ شخص میری دانست میں....''

حضرت گنگوہی نے بھی یہی بات کی

''مرزا غلام احمد قادیانی کے کلمات ودعاوی، جہاں تک مجھے معلوم ہوئے....''

.2 مولانا یعقوب نانوتوی نے مرزا کو لامذہب کہا اور فرمایا اس کے الہام اولیاء اللہ کے الہام جیسے بلکل نہیں ہیں حضرت گنگوہی نے بھی اسے ضال ومضل اور اہل ہوامیں سے کہا۔

.3 مولانا یعقوب نانوتوی نے بھی علمائے لدھیانہ کو اس کی تکفیر سے نہیں روکا حضرت گنگوہی نے بھی فرمایا جو اس کی تکفیر کرتے ہیں وہ بھی حق پر ہیں۔

ان تمام باتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونوں تحریریں 1301 ہجری، جلسہ دستار بندی دارالعلوم دیوبند میں علماء لدھیانہ سے گفتگو کے بعد کی ہیں۔

1308 .2 ہجری میں حضرت گنگوہی شیخ بٹالوی کا استفتاء جو 30 کے قریب صفحات پر مشتمل تھا جس میں تفصیل کے ساتھ مرزا قادیانی کے عقائد بیان کر کے اس پر شرعی حکم مانگا گیا تھا پڑھ چکے تھا اور ساتھ ہی میاں نذیر حسین دہلوی کا 41 صفحات پر مشتمل فتوی پڑھ کر اس کی تصدیق بھی کر چکے تھے۔ جس سے حضرت گنگوہی مرزا قادیانی کے حالات سے اچھی طرح واقف تھے جبکہ ہماری زیر بحث تحریر میں حضرت گنگوہی مرزا قادیانی کے عقائد سے اچھی واقفیت نہ ہونے کا اعتراف کر رہے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ تحریر 1308 ہجری سے پہلے کی ہے جب حضرت کو مرزا قادیانی کے عقائد اچھی طرح معلوم نہیں تھے۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ یہ تحریر 1301 ہجری کی ہے اور یہ بھی موصوف مان چکے ہیں کہ حضرت گنگوہی نے 1308 ہجری میں مرزا قادیانی کی تکفیر کی تھی تو کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا۔

ہمارا سوال

اب آخر میں اہل بدعت سے ہمارا ایک سوال ہے

خواجہ غلام فرید جن کو آپ اپنا اکابر کہتے ہیں، عبدالحکیم شرف قادری نے بھی ''تذکرہ اکابر اہل سنت'' میں ان کو شامل کیا ہے، نے 1314

ہجری میں مرزا غلام احمد قادیانی کو ایک خط لکھا جس میں مرزا قادیانی کی خوب تعریف کی گئی اسے ''من عباد اللہ الصالحین'' کہا گیا، یہ خط نہ صرف مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ''انجام آتھم'' کے ضمیمہ میں شائع کیا بلکہ خواجہ صاحب کے ملفوظات ''ارشاد فرید'' میں بھی اسے جگہ دی گئی۔ یاد رہے یہ حرکت مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کے بعد کی گئی۔ اور مرتے دم تک خواجہ صاحب نے مرزا قادیانی کی تکفیر بھی نہیں کی تھی۔

میرا سوال ہے کیا خواجہ غلام فرید نے اپنے سینکڑوں مریدوں میں مرزا قادیانی کو من عباد اللہ الصالحین کہ کر قادیانیت پھیلائی یا نہیں؟

اس دور میں مرزا قادیانی کو ''من عباد اللہ الصالحین'' کہنا جب اس کا کفر سب کے سامنے تھا، علماء لدھیانہ کی جانب سے مرزا قادیانی کی تکفیر کو 13 سال گزر چکے تھے، شیخ بٹالوی کی محنت جس میں انہوں نے سینکڑوں علماء سے جا کر مرزا قادیانی کے کفر پر دستخط لیے تھے کو 7 سال گزر چکے تھے۔ مرزا قادیانی کو ''من عباد اللہ الصالحین'' کہ کرامت کی پشت میں خنجر گھونپہ گیا یا نہیں؟